

خمارِ عشق ناز خان

خمارِ عشق (ناز خان)

قسط 1 تا 40

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

READERS CHOICE

اسلام علیکم!

خمار عشق نامر خان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش آج جامنی رنگ کی کڑھائی والی قمیض پہنے، سر پر ہم رنگ چادر لیے اپنی سہیلی بانو کی مہندی میں شامل ہونے کے لیے آئی تھی۔ کانوں میں سنہرے جھمکے تھے جو اس کے سر ہلانے سے خود بھی ہلنے لگتے تھے۔

اس کے چہرے پر اپنی سہیلیوں سے ملنے کی خوشی تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی بانو کے پاس پہنچی۔ بانو پیلے رنگ کے جوڑے میں دمک رہی تھی۔ ہاتھوں میں پھولوں کے گجرے تھے، جن کی بھینی بھینی مہک ان سے اٹھ رہی تھی۔

ماہ نوش نے ابٹن لگانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک تیز آواز میں کی گئی سرگوشی اس کے کانوں میں پڑی۔

"آئے ہائے! اس کو کیوں بلا لیا؟" بانو کی خالہ اس کی اماں سے پوچھ رہی تھیں۔

"پتہ ہے نہ پورے چار گاؤں میں پھیلی ہے یہ بات کہ اس کی منگنی بھرے جرگے میں ٹوٹ گئی تھی۔۔۔" وہ بہ ظاہر سرگوشی کر رہی تھیں لیکن ان کی آواز اتنی بلند تھی کہ سب تک باآسانی پہنچ جاتی۔

ماہ نوش کے چہرے پر سے مسکراہٹ معدوم ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ارے میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ اس کا ہونے والا اسپتال میں پڑا ہے۔۔۔ اچھا بھلا جوان بندہ گاجر مولیٰ کی طرح بستر پر لگ گیا ہے۔۔۔" ایک اور عورت نے لقمہ دیا۔

"وہ سب تو ہے ہی اور اس کی بہن۔۔۔ وہ بھی تو ولایت سے غیر برادری کے بندے سے بیاہر چا آئی۔"

"توبہ توبہ۔۔۔"

ماہ نوش کی سبز آنکھوں میں کرب نمایاں ہوا۔

بانو بھی یہ سب سن کر ترجم آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

ماہ نوش کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسنے لگا۔ وہ خاموشی سے واپسی کے لیے مڑ گئی۔ عورتوں کی چہ مگوئیاں اس کے جانے کے بعد بھی جاری رہیں۔

ماہ نوش کے قدم سست پڑ رہے تھے۔ وہ آنسو ضبط کرتی حویلی میں پہنچی لیکن پھر اس کی برداشت جواب دے گئی۔

وہ آتے ہی سیدھا اپنے کمرے کی جانب دوڑ کر چلی گئی۔

"ماہ نوش کیا ہوا بیٹی؟" عطیہ بیگم نے گھبرا کر پوچھا۔

خمار عشق نادر خان

"اماں یہ ماہ نوش تو اپنی سہیلی بانو کے گھر میں گئی تھی نہ۔"

ارزش بھی پریشانی کے عالم میں اس کے پیچھے لپکی تھی۔

"نوشی؟ کیا ہو گیا چندا؟" ارزش دھیرے دھیرے چلتی ماہ نوش کے کمرے میں آئی۔

ماہ نوش بستر کے پاس فرش پر بیٹھی تھی جبکہ اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں پر ٹکا رکھا تھا۔ اس کے بدن کی

لرزش پر ارزش کو مزید تشویش ہوئی۔ اس نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"کیا کوئی پریشانی ہے؟"

ماہ نوش نے سراٹھایا تو اس کی زمر د آنکھیں رونے سے سرخ ہو گئی تھیں۔ آنسو ابھی بھی بہہ رہے تھے۔

"سب۔۔۔ کہہ رہے تھے کہ ہم۔۔۔ منحوس ہیں۔۔۔" ماہ نوش کی ہچکی بندھ گئی۔

ارزش نے تڑپ کر اس کا چہرہ اٹھایا۔

"کسی کے کہنے پر توجہ نہیں دیتے کڑیا۔" ارزش اس کے آنسو صاف کرنے لگی۔

کتنی مشکل سے ماہ نوش گھر سے نکلنے پر راضی ہوئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

جب سے منصور کے زخمی ہونے کا واقعہ ہوا تھا وہ اپنے کمرے سے بہت کم باہر نکل رہی تھی۔ جمانہ کو تو چپ لگ گئی تھی۔ بیٹی کی عزت کا رکھوالا ہی اس کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی گستاخی کر گیا تھا اس بات سے انہیں دھچکا لگا تھا۔

عطیہ بیگم بھی زینہ کے جانے کے بعد سے گم سم تھی۔ ایسا لگتا تھا پوری خان حویلی کو کسی کی بری نظر لگ گئی ہو۔۔

ارزش نے بہ مشکل اسے چپ کر دیا۔ شام کو جب ولی آیا تو ارزش نے اسے ساری بات بتائی۔ "کس کی اتنی جرات کہ ولی خان کی بہن کے لیے ایسے الفاظ استعمال کرے۔" ولی طیش میں آ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"خان آپ غصہ نہ کریں۔" ارزش نے اس کے مضبوط بازو پر اپنا نازک ہاتھ دھرا تھا۔ ارزش کی آواز پر ولی نے خود پہ قابو پایا تھا۔

اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اسٹریس لے پاتی۔ ولی نے فوراً ہی ارزش کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ "ارزش جان! کیا کروں میں؟ میری بہن ایک برے آدمی کے ساتھ سے بچ گئی ہے۔ لیکن اس بات کا گاؤں میں عجیب ہی رد عمل ہوا ہے۔" ولی کی آواز میں واضح پریشانی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"خان اس کا ایک حل ہے۔" ارزش نے ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا" ولی نے ارزش کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے پوچھا تھا۔

"اگر ہم۔۔۔ ماہ نوش کو۔۔۔ شہر بھیج دیں۔۔۔" ارزش نے آخر اپنی بات مکمل کی تھی۔

"شہر؟ کس لئے؟" ولی کو کچھ حیرت ہوئی تھی۔

"تعلیم حاصل کرنے کے لیے۔" ارزش نے ہمت کر کر کہہ ہی دیا تھا۔

اور کسی کے سامنے تو وہ اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ ولی پر اسے اتنا مان تھا کہ وہ اگر اس کی

بات نہ بھی مانے تب بھی وہ ظالم مردوں کی طرح اس پر چلائے گا نہیں۔ اور ابھی بھی یہی ہو ا ولی نے

اسے صرف غور سے دیکھا تھا۔

"خان دیکھیں نہ، نوشی نے بارہ جماعتیں پڑھ لی ہیں۔ اس کو پڑھنے کا شوق تھا لیکن ہم نے اس کی شادی

طے کر دی تھی۔ اگر آغا جان اور محسن پھوپھا اجازت دے دیں تو ماہ نوش اس ماحول سے نکل جائے گی۔

"ارزش کی بات ولی کے دل کو لگی تھی۔

"ہاں پھر کچھ عرصے میں یہ بات بھی دب جائے گی۔ پھر ہم کسی اچھی جگہ نوشی کی بات طے کر دیں

گے۔"

خمار عشق نادر خان

ولی نے مسکرا کر ارزش کو دیکھا تھا۔

"میں کرتا ہوں پھوپھا سے بات۔"

"دماغ تو جگہ پہ ہے نہ تمہارا؟ یہ کیسا باتیں کرتا ہے؟" شہرام خان محسن خان پر گرے تھے۔

وہ سب اس وقت بیٹھک میں موجود تھے۔

جمانہ اور عطیہ بیگم بھی موجود تھیں۔

"آغا جان، میری بچی یہاں بے قصور ہوتے ہوئے بھی قصور وار ٹھہرائی جا رہی ہے۔ میں اسے ایسے

گھٹ گھٹ کر جیتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔" محسن نے شہرام خان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"پہلے ہی ایک بیٹی کو پڑھائی کرنے کا انجام دیکھ ہی چکے ہیں جواب تم دوسری کے بارے میں بھی یہ سوچ

رہے ہو۔" وہ زینہ کا حوالہ دے رہے تھے۔

اکرم خان نے سر جھکایا تھا۔

"آغا صاحب، گستاخی معاف لیکن آپ بھی جانتے ہیں کہ اس دن جرگہ میں زینہ کے رشتے کی وجہ سے

ہی ہم بچ گئے تھے۔"

خمار عشق نادر خان

ولی نے دھیمے لہجے میں دادا کو مخاطب کیا تھا۔

"میں مانتا ہوں کہ اسے ہم سے چھپ کر نکاح نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن جرگہ میں اس کے شوہر کی وجہ سے ہی ہماری عزت بنی رہی اور میں تو کہتا ہوں کہ اللہ پاک کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہم اس گل شیر خان کے خاندان کا حصہ نہیں بنے۔" ولی کی بات پر اکرم خان نے سراٹھایا تھا۔

شہرام خان نے صرف اسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

"بالکل آغا جان! میری ماہ نوش ایسے لالچی اور ظالم لوگوں میں بیاہنے سے بچ گئی ہے تو مجھے تو زینہ یا اس کے شوہر سے کوئی شکایت نہیں ہے۔" محسن نے بھی آج کہہ ہی دیا۔

عطیت بیگم کی آنکھوں کے گوشہ نم تھے، بیٹی کی یاد دل میں پھانس کی طرح چبھ رہی تھی۔

"تم سب لوگوں نے خود کو بہت عقلمند سمجھ لیا ہے۔ ہم اس بات کا اختیار جمانہ کو دیتا ہے۔" شہرام خان نے جمانہ کو پکارا۔ ان کو یقین تھا کہ جمانہ کبھی بھی اس بات کے لیے راضی نہیں ہوگی۔

جمانہ نے اپنی سبز آنکھوں سے باری باری سب کو دیکھا تھا۔

ماہ نوش کی آواز کی بازگشت ان کے کانوں میں گونجی تھی۔

"اماں ہم نے مارا تھا منصور کو۔۔۔۔۔ وہ ہمارے ساتھ زبردستی۔۔۔۔۔"

خمار عشق نادر خان

"مجھے منظور ہے۔" جمانہ نے کہا تھا۔ جہاں محسن اور ولی کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی وہیں شہرام خان نے بے یقینی سے بیٹی کو دیکھا تھا۔

"ماہ نوش کو تعلیم کے لیے شہر بھیج دیں آغا جان۔ میری بچی کے حق میں یہی بہتر ہے۔" جمانہ نے ملتجیانہ نگاہوں سے باپ کی جانب دیکھا تھا۔

شہرام خان لمحہ بھر کو بالکل خاموش ہو گئے تھے۔

"ٹھیک ہے۔" نہ جانے کیا سوچ کر وہ مانے تھے، لیکن خان حویلی کے مکینوں کے چہرے پر خوشی کی رمت آئی تھی۔

"التان یہ آپ نے مجھے کچھ زیادہ ہی مہنگا فون نہیں لے دیا ہے۔" نیشائے ماڈل کا فون ہاتھ میں لیے کچھ پریشان سی کھڑی تھی۔

التان جو کارڈ سے بل کی ادائیگی کر رہا تھا اس کے تبصرے پر مسکرایا تھا۔

"دیکھو یہ ایک طرح کی انویسٹمنٹ ہے۔" التان اس کا ہاتھ پکڑتا دکان سے باہر نکلتا کہہ رہا تھا۔

"انویسٹمنٹ؟ وہ کیسے؟" نیشائے نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"بھی اس کے ذریعے میں اپنی خوبصورت اور اکلوتی بیوی کے ساتھ ہر وقت رابطے میں رہوں گا۔ میرا پٹرول کا خرچہ بچے گا، میرے دل کی دھڑکن اعتدال میں رہے گی تو دوائیوں کا خرچہ بچے گا۔" التان نے نیشا کی ناک دباتے کہا تھا۔

نیشا نے فوراً گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا تھا۔

"التان! ہم مال میں ہیں۔" وہ شرم سے گلنار ہوئی تھی۔

"نیشا جان اب ایسا بھی کیا کر دیا ہے میں نے؟" التان آنکھوں میں شریر سی مسکراہٹ لیے، جان بوجھ کر انجان بنا تھا۔

نیشا اس کے جان کہنے پر مزید سٹپائی تھی۔

"اچھا چلو، کیا کھاؤ گی؟" التان فوڈ کورٹ کے سامنے رکا تھا۔

"کیا ہم آئس کریم کھا سکتے ہیں؟" نیشا کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔

"آف کورس! آپ کہیں تو یہ بندہ خود آئس کریم کی پوری فیکٹری لگالے۔"

التان سینے پر ہاتھ رکھتے نیشا کے سامنے ہلکا سا جھکا تھا جو ایسا نیشا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

خمار عشق ناز خان

"آئس کریم کی فیکٹری نہ لگائیں، آپ سوپر اسٹور کھول لیں۔" نیشا نے روانی میں کہا تھا۔

التان جو آئس کریم کا آرڈر دے رہا تھا۔ اس کی بات پر پلٹا تھا۔

"سوپر اسٹور؟ وہ کیوں؟" اسے تجسس ہوا۔

"اس میں منافع زیادہ ہے۔ پھر آپ کے پاس بہت سی اشیاء کی خرید و فروخت کا موقع ہوتا ہے تو پرافٹ

مارجن بھی اچھا نکلتا ہے۔" نیشا نے آئس کریم کا چمچہ منہ میں رکھتے کہا تھا۔

التان دلچسپی سے اسے تک رہا تھا۔

نارنجی رنگ کے دوپٹے کے ہالے میں اس کی گلابی رنگت دمک رہی تھی۔ اس کی بھوری آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔

"کیا ہوا آپ آئس کریم کیوں نہیں کھا رہے؟" نیشا نے التان کو خود کو گھورتے پایا تو پوچھ بیٹھی۔

"میرا دل چاہ تو رہا ہے ٹیسٹ کرنے کو مگر تم کہو گی کہ ہم پبلک پلیس میں ہیں۔" التان نے اپنے

گھنگریالے بالوں میں انگلیاں چلاتے معصومیت سے کہا تھا۔

"میں کیوں کہوں گی؟؟؟۔۔۔" نیشا کو التان کی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔ التان نے اطمینان سے

انگلی اپنے لبوں پر ٹکائی تھی اور نیشا کی آنکھوں فوراً حیرت سے پھیلی تھیں۔

خمار عشق نامر خان

"توبہ ہے التان۔۔۔" نیشا جھینپ گئی تھی۔

التان البتہ اب چچہ آئس کریم میں ڈالتا انجان بنا بیٹھا تھا۔

"پتہ نہیں کیا سوچ رہی ہو تم۔ میں کہہ رہا تھا کہ تم مجھے اپنے اسپون سے ٹیسٹ کروادو۔" التان نے کہا

تو نیشا نے چونک کر اسے دیکھا، "آپ اسپون کی بات کر رہے تھے؟"

"تم کیسے ٹیسٹ کروانے والی تھیں ڈیر وائف؟" التان نیشا کو پریشان کرتا محفوظ ہو رہا تھا۔

جواب اس سے نظریں بھی نہیں ملا رہی تھی۔

"میں آپ سے بات نہیں کر رہی ہوں۔" نیشا نے خفگی سے کہا تھا۔

"ارے۔۔۔ میں نے کیا کیا ہے؟ اچھا بتاؤ نہ تم وہ اپنا سوپر اسٹور والا آئیڈیا۔ مجھے اچھا لگ رہا ہے تمہارا

بزنس پروپوزل۔"

"بزنس پروپوزل؟ میں نے تو ایسے ہی ایک آئیڈیا دیا تھا۔" نیشا کو امید نہیں تھی کہ التان اس کی بات کو

اتنی سنجیدگی سے سنے گا۔

"آئیڈیا ہی بزنس کی شروعات ہوتا ہے۔"

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

التان نے کچھ سوچ کر مزید کہا، "نیشا کیا تم بی بی اے کرنا چاہو گی؟ تمہارا انٹرسٹ ہے اور مجھے لگتا ہے کہ تم ایک اچھی اسٹوڈنٹ رہی ہو گی۔" التان کے سوال پر نیشا نے حیرت سے التان کو دیکھا تھا۔

کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟ وہ اسے پڑھنے کی اجازت دے رہا تھا؟

"التان کیا آپ واقعی میرا ایڈمیشن کروادیں گے؟" نیشا دے دے جوش سے بولی تھی۔

وہ جو پہلے التان سے رخ موڑے بیٹھی تھی پوری طرح سے اس کی جانب گھوم گئی تھی، بھوری آنکھوں میں امید کے جگنو چمک رہے تھے۔

"ہاں میں سنجیدہ ہوں۔ تم اگر آگے پڑھنا چاہتی ہو تو ضرور پڑھو۔"

ابھی التان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ نیشا اچانک ہی اس کے گلے لگی تھی۔

اس نے دونوں ہاتھ التان کے گلے میں ڈال کر، اسے فرطِ جذبات سے خود سے لگایا تھا۔ اس بار گڑ بڑانے کی باری التان کی تھی۔ نیشا خود تو آنکھیں میچے اس کے کشادہ سینے سے لگی تھی، التان نے کن اکھیوں سے ارد گرد کا جائزہ لیا تھا کہ کوئی انہیں نوٹ نہ کر رہا ہو۔

"نیشا جان! کیا تم سچ میں اتنی خوش ہو؟" وہ اس کے کانوں میں سرگوشی کرتا پوچھ رہا تھا۔

"بہت زیادہ" نیشا بدستور اس کے سینے سے لگے جواب دیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"پھر گھر چلتے ہیں تاکہ ہم اس خوشی کا کھل کر اظہار کر سکیں۔" التان نے شرارت سے کہا تھا اور نیشا اچھل کر اس کے حصار سے نکلی تھی۔

التان کے لبوں پر اپنی بیوی کی معصوم حرکتوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔

زینہ کی آنکھ کھلی تو دیوار گیر گھڑی میں صبح کے گیارہ بج رہے تھے۔ زینہ گھبرا کر اٹھی، اس کے اٹھنے سے اس کے اوپر لیٹا کمبل پھسل کر نیچے گرا تھا۔ زینہ نے چونک کر اپنی پھسلتی قمیض کو دیکھا۔ کل رات کے سارے مناظر اچانک ہی اس کے ذہن میں کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔ زینہ کے گال دہکنے لگے۔ اس نے ہاتھ پیچھے لے جا کر شرٹ کی زپ بند کی تھی۔

ذہن میں پھر سے ارمغان کا لمس آیا تھا اور وہ اکیلے میں بھی شرمائی تھی۔

"وہ تھا کہاں؟" نظریں یہاں وہاں دوڑا کر دیکھا مگر وہ بظاہر کہیں نہیں تھا۔

اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتے زینہ مسلسل اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

کبھی وہ کہتا ہے کہ اسے مجھ سے محبت ہے؟

کبھی وہ کہتا ہے میں درد کے لائق ہوں؟

خمار عشق نادر خان

پھر کہتا ہے کہ اس کے لمس کو یاد رکھوں؟

کیا چاہتا ہے آخر ار مغان اسکندر؟

زینہ اپنی کنپٹیاں مسلتی آئینہ کے سامنے آ بیٹھی تھی۔

وہ تذبذب کا شکار تھی کہ باہر جائے یا نہ جائے تب ہی دروازہ پر دستک ہوئی تھی۔

زینہ نے دروازے کا لاک کھولا تو نیشا کو دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

یہ نازک سی لڑکی زینہ کو پہلے دن سے اچھی لگی تھی۔

"بھابی آپ جاگ گئیں ہیں؟ چلیں ناشا کرنے آجائیں۔"

وہ زینہ کا ہاتھ پکڑتی کہہ رہی تھی۔

"نیشا میں وہ۔۔۔ ایسے کیسے؟" زینہ کچھ ہچکچا رہی تھی۔

"بھابی یہ اب آپ کا بھی گھر ہے۔ آپ اتنا کیوں پریشان ہو رہی ہیں۔" نیشا نے زینہ کے احتجاج کو

چٹکیوں میں اڑایا تھا اور اسے لیے نیچے ڈانگ ہال میں آئی تھی۔

میز کے پاس زینت کھڑی تھی۔ جو گرم گرم آملیٹ اور پراٹھے میز پر سجا رہی تھی۔

"سلام بی بی۔" زینت بی نے گھر کی دونوں بہوؤں کو دیکھ کر سلام کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

جواب میں نیشا اور زینہ دونوں نے ہی سلام کا جواب بیک وقت دیا تھا۔

"بھابی آئیں یہاں بیٹھیں۔ آبی اس کرسی پر بیٹھتے ہیں تو آپ ان کے برابر والی کرسی پر ہی بیٹھیں۔"

نیشا نے دائیں جانب سے ایک کرسی کھینچ کر زینہ کو شانوں سے پکڑ کر بٹھایا تھا۔

"اوکے۔ اور تم کہاں بیٹھو گی؟" زینہ نے نیشا کو کھڑے دیکھ کر استفسار کیا۔

"میں بھی اپنے التان کے برابر میں۔۔۔" نیشا کی زبان کو اچانک ہی بریک لگا تھا۔

زینہ نے مسکراتے ہوئے اپنی دیورانی کے چہرے پر بکھرتے رنگ دیکھے تھے، جو صرف اپنے شوہر کا نام لینے پر ہی شرم رہی تھی۔

"اہم۔۔۔ زینت بی پلیر بلیک کافی لادیں۔" زینہ نے انہیں کہہ کر نیشا کو مخاطب کیا، "تو کیا صرف میں

ہی ناشتا کروں گی؟ آپ کچھ نہیں لو گی؟"

"نہیں نہیں۔۔۔ میں بھی لوں گی آف کورس۔ باقی سب تو صبح ہی ناشتا کر چکے ہیں۔ بس میں اور آپ رہ

گئے ہیں۔" نیشا نے اپنی پلیٹ میں چیز آملیٹ نکالتے کہا تھا۔

"نیشا وہ ار مغان کے ممی پاپا کہاں ہیں؟" زینہ کو ساس سسر کی فکر ہو رہی تھی۔ کل کے بعد سے دوبارہ

ان سے سامنا ہی نہیں ہوا تھا۔

خمار عشق نادر خان

پتہ نہیں انہوں نے میرے بارے میں کیا کیا سوچا ہو گا۔ (زینہ کو یہی خیال آیا تھا)

"اوہ بھابی، بابا، بھائی اور التان تو آفس چلے گئے ہیں۔ آبی کسی کام سے ناشتے سے پہلے ہی چلے گئے تھے۔ اور آنے کہہ رہی تھیں کہ ان کی طبیعت تھوڑی ناساز ہے تو وہ آرام کر رہی ہیں۔" نیشا نے ایک ہی سانس میں سب کے بارے میں زینہ کو بتایا۔

"اچھا۔۔۔ ہم۔۔۔ یہ تم ار مغان کو جو کہتی ہو۔۔۔ اس کا کیا مطلب ہے؟" زینہ کو تجسس ہوا۔ وہ کافی کا گھونٹ بھرتے نیشا کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا؟ آبی؟ وہ تو التان کہتے ہیں نا۔ ترکش میں بڑے بھائی کو کہتے ہیں۔ اور ماما کو آنے، تو میں بھی کہنے لگی۔" نیشا مسکراتی اسے بتا رہی تھی۔

"سو سوئیٹ! تمہاری شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا؟" زینہ کو اس کی شرمیلی سی مسکان سے لگ رہا تھا کہ یہ جوڑا بھی نوبیا ہتا ہے تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"تقریباً ایک ماہ ہونے والا ہے۔" نیشا نے کہا تو زینہ بھی مسکرائی، "ماشاء اللہ! لو میرج ہے تمہاری اور التان کی؟" **READERS CHOICE**

خمار عشق نادر خان

"ارے نہیں۔ ان فیکٹ کچھ عجیب و غریب واقعات کا نتیجہ ہے۔۔" نیشا نے زینہ کو اپنی اور التان کی پہلی ملاقات سے لے کر شادی تک کا سارا قصہ سنایا۔

زینہ حیرت سے سب کچھ سنتی رہی۔

"انٹر سٹنگ! نیشا تم نے پھر ایڈ جسٹ کیسے کیا اس طرح خود کو۔۔" زینہ جو جاننا چاہتی تھی وہ پوچھ ہی بیٹھی۔ اسے یہ جان کر کچھ ڈھارس ہوئی تھی کہ التان اور نیشا کے رشتے کو بھی گھر والوں نے قبول کر لیا تھا تو شاید اس کو بھی کر ہی لیتے۔

"وہ تو آبی اس وقت یہاں نہیں تھے نا۔ ہمیں پتہ چلا کہ ان کو گولی لگی ہے۔۔۔ ارے بلکہ وہاں تو آپ تھیں نہ ان کے ساتھ؟" نیشا کو یاد آیا۔

"بھابی بتائیں پلیز آپ دونوں کیسے ملے تھے۔۔۔ اور آبی نے کہا تھا آپ نے ان کی جان بچائی تھی؟" نیشا بہت اشتیاق سے زینہ کو دیکھ رہی تھی۔

زینہ کا نلیجا میں گزارے ہوئے وہ دن یاد کرتی مسکرائی تھی۔ سب کچھ ایک حسین خواب کی مانند لگتا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

"ایک سنہری صبح، سمندر کے کنارے میں نے ایک زخمی شخص کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔" زینہ کھوئی کھوئی سی کہہ رہی تھی۔

"اس خوبصورت مرد کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے میرا دل دھڑکنا بھول گیا تھا، میں تو سمجھی تھی کہ وہ کوئی مقامی ترک ہے اور ار مغان نے مجھے کتنے دن تک بتایا ہی نہیں تھا کہ وہ۔۔۔ پاکستانی ہے۔" زینہ نے بات مکمل کی تو نیشا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیوں بھابی؟"

"شائد اسے مزا آ رہا تھا، مجھے بے وقوف بنا کر۔۔۔" زینہ نے دھیرے سے کہا تھا۔

وہ تب بھی اسے کچھ اور سمجھتی رہی تھی۔ کتنی آسانی سے وہ اسے بے وقوف بنا گیا تھا۔

نیشا نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔ کچھ تو گڑ بڑ تھی۔ زینہ کی آنکھوں میں چھپی اداسی وہ صاف دیکھ سکتی تھی۔ آبی بھی کل سے سب کے ساتھ نہیں بیٹھ رہے تھے۔

کیا ان دونوں کے رشتے میں کوئی تناؤ تھا؟

"بھابی کیا پتہ کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔"

"ہاں غلط فہمی ہی تھی۔۔۔" زینہ نے پلیٹ میں کانٹے سے دائرے بناتے کہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"مجھے غلط فہمی تھی کہ وہ ایک اچھا انسان ہے۔۔۔۔۔" زینہ نے دل میں صرف سوچا زبان سے کچھ کہا نہیں۔ بس نیشا کی بات پر سر ہلانے پر اکتفا کیا۔
نیشا اسے پر سوچ انداز میں دیکھتی رہی۔

نیشا نے پورا دن زینہ کو کمپنی دی۔ وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی۔ اب شام ہو گئی تھی لیکن وہ زینہ کو اپنے کمرے میں لیے ہی بیٹھی تھی۔
"کیا؟ آپ کو گھڑ سواری آتی ہے؟؟؟" نیشا تو اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔
"ہاں بابا، میرے ولی لالہ نے مجھے شکار کے لیے بندوق چلانی بھی سکھائی تھی۔ لیکن وہ مجھے ساتھ لے کر بس ایک دو بار ہی گئے۔" زینہ کو ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے کوئی برسوں پرانی سہیلی مل گئی ہو۔ وہ ایک دن میں ہی نیشا سے اتنا گھل مل گئی تھی۔
"اچھا بھابی، آپ کی شادی بھی اچانک ہوئی ہے تو آپ کے پاس بھی ڈریسز نہیں ہونگے نہ۔ مجھے تو آنے نے دیے تھے کپڑے۔"

READERS CHOICE

خمار عشق نامہ خان

رکیں میں آپ کو اپنے کپڑے دے دیتی ہوں۔ آپ رات میں سو جائیے گا آرام دہ لباس میں۔ "نینشا تیزی سے اپنی وارڈروب سے دو جوڑے نکال کر لے آئی۔

"نینشا نہیں چاند۔۔۔ اچھا نہیں لگتا ایسے۔۔۔" زینہ شرمندہ سی ہوئی۔

"کیا آپ غیر سمجھ رہی ہیں مجھے؟" نینشا نے دکھ سے کہا۔

"نہیں نہیں۔۔۔۔ نینشا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" زینہ گھبرا گئی۔

"اگر آپ نے یہ نہ لیے تو میں یہی سمجھوں گی کہ آپ مجھے اپنا نہیں سمجھتی۔" نینشا نے منہ بسورتے ہوئے دھمکی دی تھی۔

زینہ کو مانتے ہی بنی۔ اس نے وہ دونوں جوڑے پکڑے تھے جن پر ابھی تک ٹیگ تک لگے ہوئے تھے۔

زینہ جب اپنے کمرے میں آئی تو رات کے نو بج چکے تھے۔ اسکندر مینشن میں رات کے کھانے پر اس کی اپنی دونوں دیوروں سے دوبارہ ملاقات ہوئی تھی، لیکن اس کے علاوہ اور کسی سے بھی اس کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

عرشمان نے ہی اسے بتایا تھا کہ ارمغان کسی کام میں مصروف ہے اور دیر سے ہی آئے گا۔ زینہ نے بہ مشکل چند لقمے ہی لیے تھے۔

سارا دن وہ غیر محسوس طریقے سے ارمغان کو یاد کرتی رہی تھی۔ اور وہ تھا کہ کل رات کے بعد سے نظر ہی نہیں آیا تھا۔

زینہ ٹھنڈی سانس بھرتی ڈریسنگ روم میں کھڑی تھی۔

ینیشا کے دیے ہوئے لباس اس نے سامنے ہی لٹکا دیے تھے۔ ارمغان کی وارڈروب میں فی الحال اس کی کوئی جگہ نہیں تھی۔

کچھ سوچ کر زینہ نے سبز رنگ کا لان کا جوڑا اٹھایا تھا۔ سادہ سا جوڑا تھا جس کے گلے اور آستینوں پر خوبصورتی سے پائپنگ لگی ہوئی تھی۔ دوپٹہ باریک کڑھائی والے کام سے مزین تھا۔

وہ نہاد ہو کر تازہ دم ہوئی اور سکون سے اپنے سنہری بال سکھاتی رہی۔ اس نے برش کر کر بال کھلے چھوڑ دیے تھے، پھر اس نے وقت دیکھا تو رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے۔ ارمغان ابھی تک نہیں آیا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

زینہ کمرے میں گھوم پھر کر اس کی چیزیں دیکھنے لگی پھر اس کمرے سے ملحق آفس کا دروازہ کھول کر وہاں چلی آئی۔

ارمغان کی فائلز، لیپ ٹاپ سب کچھ قرینے سے رکھا ہوا تھا۔

اس کی ہر چیز کایوں جگہ پر ہونے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کافی نفاست پسند تھا۔ زینہ اس کے بک شیلف پر

سے ایک شاعری کی کتاب اٹھا کر واپس کمرے میں آگئی۔

وہ بستر پر بیٹھے یوں ہی ورق گردانی کر رہی تھی۔

اس کی نظر ایک غزل پر ٹھہری تھی۔

وہ مسکراتی اسے ہلکی آواز سے پڑھنے لگی:

کبھی اس طرح میرے ہم سفر

سبھی چاہتیں میرے نام کر

اگر ہو سکے تو کہیں کبھی

میرے نام بھی کوئی شام کر

میرے دل کے سائے میں آ کبھی

READERS CHOICE

خمار عشق نانر خان

میری دھڑکنوں میں قیام کر

یہ جو میرے لفظوں کے پھول ہیں

تیرے راستے کی یہ دھول ہیں

کبھی ان سے سُن میری داستاں

کبھی ان کے ساتھ کلام کر !

"کاش ار مغان مجھے بتا دیتا کہ یہ سب کیوں کر رہا ہے ...

اگر وہ مجھ سے محبت ہی کرتا ہے تو میرے گھر والوں کے سامنے یہ جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟

پھر وہ محبت تو شاید نہیں کرتا۔۔۔ کہہ تو رہا تھا کہ۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ کل رات۔۔۔۔۔ کیا کروں

میں۔۔۔۔۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا مجھے "زینہ کی شہر رنگ آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ وہ یونہی

سوچتے سوچتے نیند کی وادی میں کھو گئی تھی۔

رات کے تقریباً دو بجے، کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ کوئی دبے پاؤں اندر آیا تھا۔ بستر پر سوتی بے سدھ زینہ

کو دیکھ کر وہ آہستگی سے قدم بڑھاتا اس کے نزدیک آیا تھا۔۔۔۔۔

خمار عشق نادر خان

"جی آپ سے جو سامان منگوایا تھا وہ پہنچا دیا ہے؟" گاڑی میں ار مغان کی آواز گونجی تھی۔

"یس سر! جیسا آپ نے کہا تھا ہم نے اسکندر مینشن پہنچانے کے ساتھ خاص تاکید کر دی تھی کہ یہ بیگ آپ کے کمرے میں رکھ دیا جائے۔" فون کے اسپیکر سے مودبانہ آواز ابھری تھی۔

"ہیم ٹھیک ہے۔" ار مغان نے پر سوچ انداز میں فون بند کیا تھا۔

اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ ار مغان اسکندر بظاہر تو ایک ضروری ڈیل سائن کرنے کی غرض سے اب تک آفس میں تھا لیکن سچائی سے صرف وہ خود ہی واقف تھا۔

وہ اسکندر مینشن پہنچا تو وہاں چھایا ہوا اندھیرا اس بات کا ثبوت تھا کہ گھر کے تمام افراد سونے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں قید ہو چکے ہیں۔ وہ بھاری قدموں سے اپنی خواہگاہ کی جانب بڑھا تھا۔

دروازہ کھولتے ہی اندھیرے نے ار مغان کا استقبال کیا تھا۔

"مطلب وہ سوچکی تھی۔" ار مغان ایک سرد آہ بھرتا، دروازے کو لاک لگاتا اندر آیا تھا۔

وہ بستر پر بے خبر سو رہی تھی۔ اس کی جانب بڑھتے ار مغان کے نتھنوں سے وہ بھینی بھینی خوشبو ٹکرائی تھی۔ جب سے وہ اس کے نکاح میں تھی، اس کے وجود سے اٹھتی وہ مہک ار مغان کے حواسوں پر چھائی رہتی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"شائد وہ ان سنہری زلفوں سے آتی تھی۔" ار مغان اس کے نزدیک آتا بیڈ کے دوسری جانب آ بیٹھا تھا۔

وہ ایک سبز جوڑا پہنے خوابوں کی وادی میں گم تھی۔

ار مغان ایک ہاتھ پر چہرہ ٹکائے اسے فرصت سے تکتے لگا۔

"میری نیندیں اڑا کر خود خوابوں میں کس سے مل رہی ہو؟" وہ سرگوشی کرتا اس کو دیکھے گیا۔

اس کی گھنیری پلکیں، ستواں ناک اور۔۔۔ وہ نرم نازک لب۔۔۔ جن کی نرماہٹ محسوس کرتا کل وہ بے خود ہوا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ دریا کے آنسوؤں نے اسے جھنجھوڑا نہیں تھا لیکن جب بات زینہ کی آتی تھی تو ار مغان اسکندر ہر چیز سے بے بہرہ ہو جاتا تھا۔

یہ معصوم سی لڑکی اس کا دل اپنی مٹھی میں لیے گھوم رہی تھی۔

"میں تم سے دور کیسے جاؤں جب تم ہی میرا سکون ہو؟" ار مغان نے دھیرے سے دل کی بات کہی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

اس کی نظریں بھٹک کر اس کے مرمریں بدن کے نشیب و فراز میں الجھیں تھیں اور ار مغان کی سانسوں کی رفتار تیز ہوئی تھی۔

"میں ہمارے رشتہ کی شروعات ایسے نہیں کرنا چاہتا زینہ جہاں ہمیں ایک دوسرے پر اعتبار ہی نہیں۔"
"اس کی آواز میں دکھ تھا۔ ار مغان نے ہاتھ بڑھا کر کمبل برابر کیا تو زینہ کے سینے سے لگی کتاب پر نظر پڑی۔

"ہیم تو میری بیوی بھی میری طرح شاعری کا ذوق رکھتی ہے۔۔"

وہ نرمی سے اس کے ہاتھ سے کتاب علیحدہ کر رہا تھا۔ تب ہی زینہ نے کسمسا کر ار مغان کی جانب کروٹ لی تھی۔ وہ سرک کر اس کے قریب آتی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔ ار مغان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

اس کے سنہری بال پھسل کر اس کے چہرے کو ار مغان کی نظروں سے چھپا رہے تھے۔ ار مغان بے خود سا ان لٹوں کو اپنی انگلی کی پور پہ لپیٹ گیا۔ اس کے لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکان تھی۔ پر اچانک ہی وہ مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

زینہ نے بڑے ہی اطمینان سے اپنی ٹانگ ار مغان کے اوپر رکھی تھی۔

خمار عشق نادر خان

وہ جو اس کی قربت سے بھاگتا پھر رہا تھا۔ بے بسی سے اس دشمنِ جان کو دیکھے گیا۔

"حد ہوتی ہے.... یہ لڑکی مجھے پاگل کر دے گی۔" ار مغان خود پہ ضبط کرتا لب بھیج گیا۔

ار مغان بری طرح پھنس چکا تھا۔ کہاں تو وہ اس کو بس ایک نظر دیکھنے کے ارادے سے آیا تھا اور یہاں اس کی خوبصورت بیوی پوری کی پوری اس کے اوپر دراز ہو چکی تھی۔

وہ جو کسی بھی لڑکی کی اداؤں سے گھائل نہیں ہوتا تھا اپنی بیوی کی معمولی قربت کا بھی اسیر بنتا جا رہا تھا۔ اس کے عشق کا خمار اس کے پور پور میں سرایت کرتا جا رہا تھا۔

زینہ شاید کسی خواب کے ذریعہ اثر تھی وہ دھیرے سے اس کے سینے سے آ لگی تھی۔ ار مغان نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے اسے دیکھا تھا پھر ہاتھ بڑھا کر اسے خود میں سمولیا تھا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ دونوں ایک دوسرے کی قربت میں سکون کی نیند سو گئے تھے۔

زینہ کی آنکھ کھلی تو اسے ار مغان کا لمس اپنے لبوں پر دکھتا محسوس ہوا۔ وہ سرعت سے اٹھی تھی۔ "ار مغان؟ کہاں ہو تم؟" وہ بستر سے کودتی کمرے سے ملحق آفس کی طرف بھاگی تھی۔

خمار عشق نامر خان

وہ وہاں نہ ملا تو وہ ڈریسنگ روم اور باتھ روم بھی چیک کر آئی۔

"کہاں چلے گئے ہو تم؟" زینہ کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

چوبیس گھنٹے سے وہ اس کے سامنے نہیں آیا تھا !!!

زینہ کو عجیب سا احساس گھیرے میں لینے لگا۔

"یہ آدمی سکون سے بیٹھ کر مجھ سے اپنا مسئلہ ڈسکس نہیں کر سکتا؟" زینہ کی آواز میں دکھ تھا۔

وہ کب سے کوشش کر رہی تھی کہ ان کے درمیان ایک ڈھنگ سے بیٹھ کر بات ہو جائے لیکن اس کی سب کوششیں بے کار ثابت ہو رہی تھیں۔

زینہ کی شہد رنگ آنکھوں میں اب غصہ ہلکورے لے رہا تھا۔

"سمجھ کیا رکھا ہے تم نے خود کو مسٹر ارمان اسکندر! تم مجھے انور کرو گے اور میں گھٹ گھٹ کر تمہارا انتظار کروں گی؟" زینہ نے اپنے بال طیش سے جھٹکے تھے۔

"یوجسٹ ویٹ ناؤ!" وہ تن فن کرتی نیشا کے کمرے کی طرف نکلتی چلی گئی۔

READERS CHOICE

"نوش بیٹا ادھر آئیں۔" محسن نے اپنی دختر کو آواز دی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"جی بابا۔" ماہ نوش سر جھکائے کھڑی تھی۔

"بیٹا ہم سب نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ شہر جا کر اپنی تعلیم جاری رکھیں۔" محسن نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا تو ماہ نوش نے حیرت سے انہیں اور عقب میں بیٹھی جمانہ کو دیکھا تھا۔

"ہم۔۔۔ ہم مزید تعلیم حاصل کریں گے؟" اس کی آواز میں دبی دبی خوشی تھی۔

"جی۔ اور آپ زینہ کی طرح ہو سٹل میں رہیں گی۔" محسن نے مزید کہا تو ماہ نوش انہیں غور سے دیکھنے لگی۔

"بابا کیا آپ ہمیں خود سے دور بھیج رہے ہیں؟" اس کی دھیمی آواز پہ محسن کے دل میں اک پھانس سی چھپی تھی۔

وہ تڑپ کر آگے آتے اس کے سر پر ہاتھ رکھ گئے تھے۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ نوش۔۔۔ ہم سب کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔۔ جو کچھ بھی ہوا

اس میں آپ کی کیا غلطی تھی بیٹا۔۔۔" ماہ نوش نے ماں کی جانب دیکھا تھا۔ آنسوؤں کی جھلملاہٹ میں جمانہ کا چہرہ دھندلا رہا تھا۔

منصور کا سچ ان دونوں نے اب بھی گھر والوں سے چھپا رکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

انہیں ڈر تھا کہ کہیں حقیقت جاننے کے بعد منصور اور اس کے گھر والے محسن کی گولیوں کا نشانہ نہ بن جائیں۔

جمانہ دھیرے سے اٹھ کر بیٹی کے نزدیک آئی تھی۔

"نوشی ہم جانتے ہیں کہ تمہیں آرٹس پڑھنا تھا وہ تو میری ضد پر تم شادی کے لیے راضی ہوئی تھی!۔۔۔۔۔ اب یہ ماں تمہیں خود حکم دیتی ہے کہ اپنے خوابوں کو جی لو۔۔۔۔۔ میں اپنی ممتا کی بیڑیاں اب تمہارے پیروں میں نہیں ڈالوں گی۔" ماہ نوش کی ہچکی بندھ گئی۔

"اماں۔۔۔۔۔" وہ جمانہ سے لپٹ کر آنسو بہانے لگی۔

"ارے بھئی مانی اور نوش! آپ کے آنسو بہانے پر پابندی ہے! کیا بھول گئیں ہیں آپ دونوں؟" محسن نے اپنی زندگی کی دوا ہم صنفِ نازک کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

وہ ہمیشہ ان دونوں کے ساتھ تھا۔ چاہے ان کی خوشی کے لئے اسے سب چھوڑنا پڑتا، اسے منظور تھا۔ لیکن ان دو لوگوں کی آنکھوں میں وہ آنسو نہیں برداشت کر سکتا تھا۔

READERS CHOICE

"بھابی!!! یہ آپ کیا کہہ رہیں ہیں؟" نیشا کی گھبراہٹ عروج پر تھی۔

خمار عشق نانر خان

"اس میں حیران ہونے والی کیا بات ہے۔ کیا تم کبھی التان کے آفس نہیں گئیں؟" زینہ نے اطمینان سے پوچھا تو نیشا نے فوراً نفی میں سر ہلادیا۔

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں تو کبھی نہیں گئی بھابی اور التان کے بغیر تو میں ویسے ہی کہیں نہیں جاتی۔" نیشا سچ مچ گھبرا گئی تھی۔

تینوں بھائی اس وقت آفس میں تھے اور زینہ نے اچانک ہی یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ اور نیشا اسکندر ایمپائر میں چھاپہ ماریں۔

ظاہر ہے ار مغان وہاں تو اس سے نہیں بھاگ سکے گا لیکن جس طرح سے نیشا کی سانس رکی تھی، زینہ کو اس سے کسی مدد کی امید نہیں رہی تھی۔

"اچھا بابا تم مت جاؤ۔ میں ڈرائیور کو لے کر چلی جاؤں گی۔" زینہ نے اس کے آگے مصلحت کی راہ اختیار کی۔

"پھر بھی بھابی پتہ نہیں آبی کیا کہیں۔" نیشا کو ار مغان کے ناراض ہو جانے کے کافی چانسز نظر آرہے تھے۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"تمہارے آبی سے میں کوئی ڈرتی ورتی نہیں ہوں۔ وہ ارمان اسکندر ہیں تو میں بھی زینہ ارمان اسکندر ہوں۔" زینہ اپنے ازلی اعتماد سے بولی تھی۔

وہ اس وقت نیشا کے دیے ہوئے کاسنی رنگ کے کوآرڈ سوٹ میں ملبوس تھی۔ دوپٹہ سے اس نے اچھی طرح سے حجاب لیا ہوا تھا۔

"اچھا رکیں تھوڑا سا میک اپ ہی کر لیں۔" نیشا نے اسے کھینچ کر سنگھار میز کے سامنے بٹھایا تھا۔ کچھ دیر بعد جب زینہ گاڑی میں آکر بیٹھی تو اس کی ہیزل آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔

"اب پتہ چلے گا ارمان اسکندر۔ تمہیں ناگوں چنے نہ چبوائے تو کہنا۔ اب کر کرد کھاؤ مجھے ان دیکھا تم۔" زینہ کو ارمان کے سرد مہری بری طرح کھٹکی تھی۔

وہ سارا راستہ دبے دبے جوش کے ساتھ بیٹھی رہی۔ جیسے ہی گاڑی اسکندر ایمپائر کی پارکنگ میں رکی، زینہ تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

وہ اپنی بارعب شخصیت میں نمایاں ہو رہی تھی۔ ہیل کی نوک ماربل کے فرش پر اس کے چلنے سے ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ شیفون کے دوپٹہ میں سلیقہ سے لیا گیا حجاب اس وقت اس کے سنہری بالوں کو چھپائے ہوئے تھا۔

خمار عشق نادر خان

ابھی وہ بلڈنگ کے استقبالیہ تک ہی پہنچی تھی کہ ریسپشن پر موجود لڑکی نے پیشہ وارانہ انداز سے اسے مخاطب کیا تھا۔

"یس میم، کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتی ہوں؟"

"ہیم۔۔ بالکل کیا مسٹر ار مغان اسکندر اس وقت اسی بلڈنگ میں موجود ہیں؟" زینہ نے پراعتماد انداز میں سوال کیا تھا۔

"سر ار مغان؟ جی۔ مگر آپ ان سے اپائنٹمنٹ کے بغیر نہیں مل سکیں گی اور آج تو سرویسے بھی ایک اہم میٹنگ میں ہیں۔" اس نے صاف لفظوں میں زینہ کو باور کروایا تھا کہ وہ کسی عام انسان کے بارے میں سوال نہیں کر رہی۔

زینہ کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔

"مائی ڈیئر، ان کا مجھ سے ملنا ابوں روپے کا فائدہ کروا سکتا ہے۔ یوسی آئی ایم فرام اسٹنبول۔" زینہ نے رازدارانہ لہجے میں کہا تھا۔

اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ ترکی سے منسلک کاموں میں ار مغان ہی مصروف ہوتا ہے تو اس نے پہلے سے ہی یہ راستہ سوچ رکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"ام۔۔۔ اچھا میم۔۔۔ آپ آٹھویں فلور پہ چلی جائیں۔ وہاں پر سر کی پی اے سے بات کر لیں۔" وہ لڑکی پہلے ہی زینہ کی شخصیت سے متاثر ہو رہی تھی۔ اس نے ایک فارم زینہ کی طرف بڑھایا۔ "پلیز اپنا نام یہاں لکھ دیں۔"

زینہ نے اطمینان سے فارم پر ترکی زبان کے وہ الفاظ لکھے تھے جو اب اسے زبانی یاد ہو چکے تھے۔
"Benimsin"

وہ لفٹ کی جانب جاتی آٹھویں منزل کا بٹن پریس کر گئی تھی۔ لفٹ نے ایک غیر معمولی جھٹکا لیا تھا اور ایک لمحے کو زینہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی لفٹ معمول کے مطابق چلنے لگی تھی تو زینہ کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی وہ عمارت کے ایگزیکٹو فلور پر تھی۔ جہاں پر عرش، التان اور ار مغان تینوں کے ہی آفسز بنے ہوئے تھے۔ یہ اور بات تھی کہ عام طور پر یہاں صرف عرشان ہی پایا جاتا تھا لیکن آج اتفاق سے تینوں بھائی ایک ساتھ یہاں موجود تھے۔

زینہ ایک ناک سے سک تیار لڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

خمار عشق نادر خان

"یس پلیز؟" وہ لڑکی زینہ کو اوپر سے لے کر نیچے تک گھورتی ناگواری سے بولی تھی۔ اس نے زینہ کے حجاب کو دیکھتے برا سامنہ بناتے ہوئے اپنے رنگے ہوئے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا تھا۔

زینہ نے اس کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بناتے چہرے کو درگزر کرتے ار مغان کی بابت پوچھا۔

"واہٹ؟ بگ باس سے ملنا ہے؟ آریو شیوران کا وقت بہت قیمتی ہے۔ اگر کوئی چیریٹی وغیرہ سے آئی ہو تو پلیز ان کا وقت برباد کرنے کی بجائے واپس چلی جاؤ۔"

زینہ کو اس کا انداز بالکل پسند نہیں آیا،

"مسٹر اکرٹو کا اسٹاف بھی ان کی طرح بد تمیز ہے۔" زینہ نے دل ہی دل میں کہا تھا پھر چہرے پر میٹھی سی مسکان سجائے ترکی والا کارڈ دوبارہ پلے کیا تھا۔

"نونیوڈیر۔ میں استنبول کی ایک کمپنی کی نمائندگی کر رہی ہوں۔ ار مغان اسکندر مجھے جانتے ہیں۔"

اس لڑکی کے انداز سے لگ نہیں رہا تھا کہ وہ کچھ خاص متاثر ہوئی ہے۔

"دیکھو تم جہاں سے بھی آئی ہو۔ ابھی بگ باس ایک بہت اہم کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ میں ہیں۔ تم چاہو تو انتظار کر لو لیکن میٹنگ کب ختم ہوگی میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔" اس نے کہتے زینہ کو ایک ہال کی جانب جانے کا کہا۔

خمار عشق نامر خان

زینہ بھی شان سے چلتی اس ہال میں داخل ہو گئی۔

یہ ایک کشادہ ہال تھا جس کی سجاوٹ جدید طرز کی تھی۔ یہاں کے فرنیچر کو دیکھ کر زینہ کو اتنا تواضع ہوا
ہو گیا تھا کہ یہ ایک عالیشان انتظار گاہ ہے۔ ارمان اسکندر تک پہنچنے والے مہمانوں کی شایان شان انتظار
گاہ۔ چمڑے کی سطح والی نرم کاؤچ سے لے کر دیوار پر آویزاں آرٹ کے نمونہ۔۔۔ انتظار کرنے والوں
کے دل میں مقابل کے لیے ایک متاثر کن تاثر ثبت کر رہے تھے۔ اگر کوئی پہلی مرتبہ ارمان فرہاد
اسکندر سے ملاقات کا خواہشمند ہو تو یہ جگہ اسے چند منٹوں میں ہی اس کی شخصیت سے مرعوب کرنے
میں اہم کردار ادا کرتی۔

زینہ ارد گرد ایک طائرانہ نگاہ ڈالتی بیٹھ چکی تھی۔

وقت گزاری کے لیے وہ ایک میگزین کی ورق گردانی کر رہی تھی۔ زینہ کے عین سامنے ایک گلاس وال
تھی جس پر اس وقت بلا سنڈز ڈلے ہوئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ارمان وہیں پر میٹنگ میں ہے۔

اب ارمان سے جتنی بھی ناراضگی صحیح لیکن زینہ اچانک سے اندر جا کر اس کے کاروباری معاملات بگاڑ
نا نہیں چاہتی تھی۔

وہ یہاں اس سے سکون سے بات کرنے آئی تھی تاکہ اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر سکے۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کو وہاں بیٹھے تقریباً دو گھنٹے ہو گئے تھے۔ وہ حقیقی معنوں میں اب اکتا گئی تھی۔

"لگتا ہے اب مجھے واپس ہی چلے جانا چاہیے۔۔۔" زینہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے۔ تب ہی وہی پی اے ایک آفس بوائے کو ہدایات دیتی ہوئی اس طرف آئی۔

"یہ اسنیکس اور کافی احتیاط سے سرو کرنا۔ میڈم منال کی کافی میں صرف اسٹیو یا شوگر ہی ڈالنا، پچھلی بار بھی تمہاری وجہ سے میڈم کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ اور سنو فور آباہر آجانا۔ بگ باس اور میڈم منال کی پرائیویسی میں مخل مت ہونے لگ جانا۔" اس کے آخری جملے پر زینہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"یہ میں نے کیا سنا ہے؟"

"شائد مجھے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔"

زینہ سر جھٹک کر دوبارہ ارد گرد کا جائزہ لینے لگی تب ہی ار مغان کی پی اے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"آف کورس! منال میڈم اینڈ بگ باس آر میڈ فار ایچ اور۔ ایسی جوڑی کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔" وہ اب آفس میں کسی دوسری لڑکی سے اترا اترا کر کہہ رہی تھی۔

زینہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

اس کی سانسوں کی رفتار میں غیر معمولی تیزی آئی تھی۔

عین اسی وقت، گلاس وال پر ڈلے ہوئے بلائینڈز خود کار میکینزم کے باعث اوپر کی جانب حرکت کرنا شروع ہوئے تھے۔ زینہ کی شہد رنگ آنکھیں اندر کا منظر دیکھنے کے لیے بے تاب تھیں۔

وہ سانس روکے پردے کو اٹھتا دیکھ رہی تھی۔

اس کی نظروں نے ایک حسین لڑکی کو ار مغان کے پہلو میں کھڑے دیکھا۔

وہ لڑکی سیلو لیس بلاؤز اور اسکن ٹائٹ جینز پہنے، ار مغان کے دائیں جانب کھڑی تھی۔

اس کے میک اپ سے اٹے چہرے پر زینہ کی نگاہ جاتی اس سے پہلے ہی اس کے ہاتھ میں جنبش ہوئی تھی۔ وہ ار مغان کے ساتھ لیپ ٹاپ پر جھکی ہوئی تھی۔ تب ہی اس نے ار مغان کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کچھ کہا تھا۔ ار مغان بھی پوری دلچسپی سے اس کی بات سن رہا تھا۔

زینہ کے پورے بدن میں شرارے دوڑنے لگے۔

وہ اس کے ار مغان کے اتنے قریب کھڑی تھی !!!

وہ عورت اس کے بازو پر ہاتھ دھرنے کی جرات کیسے کر سکتی تھی؟

اچانک ہی اس نے کچھ کہا تھا اور ار مغان اس کی بات پر زور سے ہنسا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کی شہر رنگ آنکھوں میں خون اتر اٹھا۔

ارمغان فرہاد اسکندر کسی اور عورت کے سامنے اپنے ڈمپل کی نمائش کرتا محفوظ ہو رہا تھا !!!
کسی اور عورت کی بات سن کر اس کی نیلی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔ زینہ کی برداشت جواب دے گئی۔

وہ سرعت سے اٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں غصے کی شدت سے آنسو کی جھلملاہٹ تھی وہ آفس سے نکلتے آفس بوائے کو نہیں دیکھ سکی تھی۔ نتیجے میں اس کا بے چارے کے ساتھ زوردار تصادم ہوا تھا۔
آفس بوائے کے ہاتھ میں پکڑی ٹرے زوردار آواز سے زمین بوس ہوئی تھی۔
ارمغان نے برتن ٹوٹنے کی آواز پر شیشے کے پار دیکھا تھا اور اس کی نیلی آنکھیں زینہ کی شہر رنگ آنکھوں سے جاملی تھیں۔

کچھ ٹوٹنے کی آواز پر ارمغان نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔ اس کی نیلی آنکھیں شیشے کے پار ان شہر رنگ آنکھوں سے جا ٹکرائیں تھیں۔ جن میں رقم دکھ اور غصہ کی تحریر وہ صاف پڑھ سکتا تھا۔
ارمغان کی پیشانی پر بل پڑے تھے۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے دھندلائی ہوئی نگاہوں سے ارمغان کو دیکھا تھا اور بنا کچھ کہے پلٹ گئی تھی۔

وہ تیز قدموں سے لفٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اس کی سانسیں منتشر ہو رہی تھیں۔

پورے بدن پر کپکپی طاری تھی۔

اتنا غصہ آ رہا تھا، کہ دل چاہ رہا تھا کہ ہر چیز کو تحس نحس کر دے۔

زینہ نے طیش میں آ کر لفٹ کا بٹن پریس کیا تھا۔ لفٹ کے دروازے سرک کر بند ہونے لگے تھے اور وہ

جواتنی دیر سے آنسوؤں کو روکے ہوئی تھی اپنا ضبط کھو چکی تھی۔

دروازے بند ہونے ہی لگا تھا کہ کسی کے سیاہ جوتے نے اسے زبردستی روکا تھا۔

زینہ نے سرخ ہوتی نگاہوں سے اس ستمگر کو دیکھا تھا۔

ارمغان کی نیلی آنکھوں میں سرد تاثر تھا وہ اندر آیا تھا اور اس کے پیچھے لفٹ کا دروازہ بند ہوا تھا۔

"زینہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ اس سے سپاٹ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"کیوں؟ تمہیں ناگوار گزرا میرا تمہاری سوکالڈ میٹنگ میں مداخلت کرنا۔" زینہ نے تڑخ کر جواب دیا

تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے غور سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے تھے۔

شہدرنگ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، چہرہ کی رنگت بھی سرخ پڑ رہی تھی۔
"تم ٹھیک ہو زینہ؟" وہ اس کے بدن کی لرزش نوٹ کرتا ایک قدم اس کے نزدیک آیا تھا۔
زینہ نے غصہ سے سراٹھایا تھا۔

"کیا مجھے ٹھیک ہونا چاہیے؟"

"کیا مسئلہ ہے زینہ؟" ارمغان تشویش سے اسے دیکھ رہا تھا۔

زینہ کو اس کا یوں معصوم بننا مزید طیش دلا گیا، وہ ایک قدم اس کے نزدیک آتی اس کی شرٹ کا کالر پکڑ چکی تھی۔

"جیسے تمہیں نہیں پتہ کہ مجھے کیا ہوا ہے؟" وہ پھنکاری تھی۔

اپنی شہدرنگ آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں ڈالے زینہ اس کے اتنے قریب کھڑی تھی کہ ارمغان کی سانسیں اس کی سانسوں سے الجھ رہی تھیں۔

"تم مجھے چوبیس گھنٹوں سے اپنی شکل نہ دکھا کر یہاں اس چڑیل کے ساتھ قہقہے لگا رہے ہو۔ اور پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیا مسئلہ ہے؟"

خمار عشق نادر خان

زینہ کی آواز میں لرزش تھی۔

ارمغان نے ہاتھ بڑھا کر اسے کمر سے تھاما تھا۔ اس کے چہرے پر چھائی پریشانی کی جگہ اب ایک اطمینان کی جھلک تھی۔

"تم اس لیے غصہ میں ہو؟" اس کی آواز نرم تھی۔

"تو کیا مجھے خوش ہونا چاہیے؟"

"میرے شوہر کو۔۔۔۔ کوئی اور عورت۔۔۔ ہاتھ لگا رہی ہے اور تم پوچھ رہے ہو۔۔۔" غصہ کی شدت سے زینہ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔

ارمغان نے اچانک ہی اس کی کمر کے گرد اپنے بازوؤں کا گھیرا تنگ کرتے اسے خود کے مزید قریب کیا تھا۔

اس سے پہلے کے زینہ کچھ سمجھ پاتی اس نے اپنے لبوں سے اس کے بہتے آنسو چنے تھے، زینہ کی سانس رکی تھی۔

[وہ اس کے حصار میں پھڑپھڑائی تھی۔

ارمغان نے اب اس کے چہرے کے دوسری جانب اپنے لب رکھے تھے۔

خمار عشق نامر خان

زینہ کے اندر ایک سکون سا ترنہ لگا تھا۔ پھر بھی وہ اس سے دور جانے کی ناکام کوشش کرتی کہہ رہی تھی۔

"چھوڑ مجھے۔۔۔" ار مغان اس کا کمزور سا احتجاج سنتا مسکرایا تھا۔

"میرا اپنی بیوی کو چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" زینہ نے اس کے لبوں پر ابھرتے اس ڈمپل کو دیکھا تھا اور اس کے دل میں وہاں اپنے لب رکھنے کی خواہش مچلی تھی۔

وہ شاید اپنی خواہش کے آگے ہار بھی جاتی مگر اسی پل لفٹ میں ایک عجیب سی گڑ گڑاہٹ کی آواز آئی تھی۔

لفٹ نے ایک زوردار جھٹکا لیا تھا۔

"ار مغان!" زینہ نے گھبرا کر اس کا بازو تھاما تھا۔

ار مغان بھی پریشانی سے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں اس بند لفٹ میں معلق تھے اور لفٹ بند ہو گئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"خان بات سنیں۔" ولی جو ابھی ابھی نہا کر نکلا تھا، تولیہ سے اپنے بال رگڑ کر خشک کر رہا تھا تب ہی ارزش کی آواز پر پلٹا تھا۔ ارزش اس کو دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔

داڑھی اور بالوں سے ٹپکتی پانی کی بوندوں نے اس کا دھیان بھٹکا دیا تھا۔ ولی اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس کی نظروں کے بدلے زاویے دیکھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔

وہ ایک قدم اس کے قریب لیتا اس کے پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکا گیا تھا۔

"جی خان کی جان آپ کیا کہہ رہی تھیں۔"

ارزش کا چہرہ اپنی چوری پکڑی جانے پر گلابی ہوا تھا۔

"بھول گئی میں۔۔۔" وہ کچھ گڑبڑا گئی تھی۔

"ہیم۔۔۔ تو یاد کر لیں۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔۔۔" ولی اب اس کی ناک سے اپنی ناک رگڑتا اس کے

پھیلے ہوئے سراپے کو اپنی بانہوں کے حصار میں لے چکا تھا۔

"آگیا مجھے یاد۔ آپ ماہ نوش کو شہر چھوڑنے جا رہے ہیں؟" ارزش نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے

پیالے میں بھرا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"ہاں آج جانا ہے۔ نوشی کو ہاسٹل میں سیٹ کروا کر کل تک واپسی ہوگی۔" ولی نے کچھ سوچ کر کہا۔

وہ اب ارزش کو ساتھ لگائے کھڑا تھا۔

"کیا آپ زینہ سے ملیں گے خان؟" ارزش نے اس کے سینے پر اپنی پوروں سے لکیر کھینچتے پوچھا تھا۔

"ہاں۔ میں ارمان اسکندر سے رابطہ کروں گا۔ اس نے مجھے اطلاع تو دی تھی کہ وہ یہاں سے بخیریت

نکل گئے تھے۔ لیکن پھر کوئی فون نہیں آیا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں اس کی ضروری چیزیں آپ کو دے دوں گی اسے پہنچا دیجیئے گا۔"

ارزش نے کہا تو ولی نے اس کی تھوڑی اٹھاتے پوچھا، "کون سی چیزیں؟"

"اس کا آئی ڈی کارڈ اور دستاویزات۔ وہ وہاں کسی ہسپتال میں کام کرے گی تو اسے ضرورت پڑے گی۔"

ارزش کو اپنی نند کی فکر تھی۔

"اوکے لیکن مجھے یہ خدمات سرانجام دینے پر کیا ملے گا۔" ولی کی آواز میں شرارت تھی۔

"شائد ایک کس۔۔۔" ارزش نے دھیرے سے کہا تھا۔

ولی نے ابرو اٹھائے اسے دیکھا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"سبکتگین سے۔۔۔" ارزش نے اپنی بات مکمل کی تھی اور ولی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ اپنی شرمیلی بیوی سے اس سے زیادہ کی اسے امید بھی نہیں تھی۔

"لیکن ہمیں تو سبکتگین کی ماما سے کس چاہیے۔" وہ اس کے چہرے پر جھکا تھا۔

"ہاں پر وہ بہت مصروف ہیں۔۔۔" ارزش اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرتی کہہ رہی تھی۔ ولی اس کی لرزتی پلکوں پہ فدا ہوتا انہیں پہ اپنے لب رکھ گیا تھا۔ ارزش طمانیت سے مسکرائی تھی۔

"بھائی یہ ساحر رونی کی کمپنی کے ساتھ جو ڈیل ہوئی ہے اس سے ہم نے اچھا پروفٹ گین کیا ہے۔" التان کمپنی کے اسٹاکس رپورٹ پر تبصرہ کرتا عرشان کو بتا رہا تھا۔

وہ اس وقت عرشان کے آفس میں بیٹھائیں مارکیٹ کے متعلق بات چیت کرنے آیا تھا۔

"ہاں التان۔ رونی ٹیکسٹائل ایک اچھی کمپنی ہے بس مجھے ان کے عریاں لباس بنانے کی وجہ سے ہی

اعتراض رہا ہے۔ اب اس بار وہ کانٹریکٹ پر دستخط کرتے ہوئے یقین دہانی کرا کر گیا ہے تو دیکھو۔"

عرشان نے پراسوج انداز میں کہا تھا۔

خمار عشق نامر خان

ابھی التان مزید کچھ کہتا کہ اس کی فون کی رنگ ٹون بجی تھی۔ اسکرین پر "مائی وائف" چمکتا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ در آئی تھی۔

"ایکسیوز می بھائی" التان شرارت سے کہتا اٹھا تھا، عریشان بھی اس کی کھلتی مسکراہٹ سے سمجھ گیا تھا کہ کال کس انسان کی ہو سکتی ہے۔

وہ سر جھٹکتا ایک ای میل چیک کرنے لگا۔

اپنے بھائی کی خوشی پر اس کے چہرے پر بھی مسکان تھی۔

التان کھڑکی کی طرف آتا فون کان سے لگا چکا تھا۔

"التان۔۔۔" اسپیکر سے نیشا کی مدھر آواز ابھری تھی۔

"ہائے! کتنا حسین لمحہ ہے۔ میری بیوی نے پہلی بار مجھے کال کیا ہے۔" التان ڈرامائی انداز اختیار کرتا اسے

چھیڑ رہا تھا۔ آواز بہت دھیمی رکھی تھی تاکہ صرف نیشا کو سنائی دے۔

"آپ کو اتنی خوشی ہو رہی ہے میری کال پر؟" نیشا کی آواز میں کھنک تھی۔

"اتنی کہ اگر تم پاس ہوتی تو میں اس خوشی کا بھرپور اظہار کرتا۔" التان نے ذومعنی جملہ کہا تھا، فون کے

اس پار نیشا کے کان کی لوسرخ ہوئی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"شرم کریں التان، کوئی سن لے گا۔"

"ہیں، مطلب میں نے ایسا کیا کہا ہے؟ تم ہی کچھ غلط سلط سوچ رہی ہو نیشا۔" التان نے اسے مزید چھیڑا تھا۔

"کیا؟ دیکھا اسی لئے میں آفس نہیں آئی۔ آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔" نیشا نے نروٹھے پن سے کہا۔

"ہیم؟ تم آفس آرہی تھیں؟" التان نے پوچھا۔

"ہاں بھابی آئی ہیں نہ آبی سے ملنے تو وہ مجھے بھی لا رہی تھیں اپنے ساتھ۔۔۔"

التان نے حیرت سے نیشا کی بات سنی۔

"بھابی آفس آئی ہیں؟" اس بار اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ عریشان تک پہنچی، وہ بھی چونک کر التان کو دیکھنے لگا۔ اسی وقت عریشان کے آفس کے دروازہ پر دستک ہوئی تھی۔

"سر۔۔۔ سر۔۔۔ ار مغان سرفٹ میں ہیں اور لفٹ بند ہو گئی ہے!" ار مغان کی پی اے اکھڑی

ہوئی سانسوں کے درمیان بولی تھی۔

"کیا؟"

خمار عشق نادر خان

"آبی" !

عرشمان اور التان کی چہرے کارنگ فق ہوا تھا۔

"اور کون ہے لفٹ میں؟" عرشمان دروازے کی جانب بڑھتا پوچھ رہا تھا۔

"سر کوئی لڑکی ہے۔۔۔ سر سے ملنے آئی تھی۔۔۔"

عرشمان نے التان کی طرف بے یقینی سے دیکھا تھا۔

"یا اللہ! میرے آبی اور بھابی کی حفاظت فرمانا۔" عرشمان کے لبوں سے فوراً نکلا تھا۔

"نیشا میں تمہیں تھوڑی دیر میں کال کرتا ہوں۔" التان عجلت میں فون رکھتا عرشمان کے ساتھ باہر بھاگا تھا۔

باہر سارا اسٹاف لفٹ کے باہر کھڑاچہ لگوئیاں کر رہا تھا۔

عرشمان اور التان دیوانہ وار آگے بڑھے۔

"آبی" !!!

"سیکیورٹی، جلدی چیک کریں کہ ہم کیا کر سکتے ہیں؟" عرشمان نے فوراً حکم دیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"شاہنواز آپ دیکھیں ہم ریسکیو کے لئے کیا انتظام کر سکتے ہیں۔" التان نے ار مغان کے باڈی گارڈ کو مخاطب کیا تھا۔

"بھائی! آبی ٹھیک تو ہونگے نہ؟" التان نے عرثمان سے تصدیق چاہی تھی۔

"ہاں انشاء اللہ التان۔ آبی کے فون پر کال ملاؤ۔" عرثمان نے مشورہ دیا تو التان نے فوراً ار مغان کا نمبر پر ریس کیا تھا۔

"بیل جارہی ہے بھائی مگر۔۔۔"

تب ہی ار مغان کی پی اے دوڑتی ہوئی آئی تھی۔

"سر۔۔۔ سر۔۔۔ بگ باس کا فون تو کیمین میں ہی تھا۔" التان نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑا تھا وہ اب مزید پریشان ہو چکے تھے۔

التان نے آگے بڑھ کر لفٹ کا دروازہ بجاتے دیوانہ وار پکارنا شروع کیا تھا۔

"آبی!!! آبی!!!"

READERS CHOICE

"ار مغان مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" زینہ ار مغان کا بازو

خممار عشق نانر خان

تھامے کھڑی تھی۔

"پریشان مت ہو زینہ۔ لفٹ کا مسکینز م دوبارہ اسٹارٹ ہو جائے گا۔" ار مغان اسے تسلی دیتا کہہ رہا تھا۔

زینہ کی شہد رنگ آنکھوں میں خوف ہلکورے لے رہا تھا۔

"پتہ نہیں ہم کون سے فلور پر پھنس گئے ہیں۔" زینہ نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا تھا۔ وہ خوف سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہیں کر رہی تھی۔

ار مغان نے اسے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔

پھر اچانک ہی وہ جھنجلا کر بولا تھا۔

"سب تمہاری غلطی ہے زینہ!" زینہ نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔

"میری کیا غلطی ہے؟"

"نہ ہی تم یہاں آتی اور نہ ہی میں تمہارے پیچھے آتا۔" ار مغان نے ترخ کر کہا تھا۔

زینہ بے یقینی سے اس سنگدل انسان کو دیکھنے لگی، اس کا ذہن جو خوف کے تحت ماؤف ہو رہا تھا ار مغان کی بات پر غصہ سے جھنجنایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"ہاں! اصل بات تو یہی ہے کہ تمہیں میرے یہاں آنے سے مسئلہ ہے۔"

زینہ کی آواز اونچی ہوئی تھی۔ ارمان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

اس کی شیرنی بس اس کے سامنے ہی دبنگ تھی۔ اور وہ کامیابی سے اس کے ذہن کو خوف سے بھٹکا چکا تھا۔

"تم اس لڑکی کے ساتھ تو بہت ہنس رہے تھے اور اب بیوی کے ساتھ ہونے میں تمہیں اعتراض ہے؟"

زینہ نے غصہ سے اسے گھورا تھا۔

"تو اس لڑکی سے میں کام کی بات کر رہا تھا۔" ارمان نے عام سے لہجے میں کہا تھا۔

"تم تو ویسے بھی ہمارے رشتہ کو نہیں مانتی ہو۔۔۔" ارمان کے الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

زینہ بپھر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں نہیں مانتی؟"

تب ہی تمہارے گھر میں تمہارے انتظار میں صبح سے شام تک بیٹھی رہتی ہوں۔" زینہ نے ایک قدم

آگے لیا تھا اور ارمان ایک قدم پیچھے ہٹا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں، وہ اپنی انگلی اس کے چوڑے سینے پہ ٹھوکتی مزید کہہ رہی تھی۔

"چوبیس گھنٹوں سے تم نے مجھے اپنی شکل نہیں دکھائی ہے۔۔۔۔"

میں پاگلوں کی طرح تم سے بات کرنے آئی۔۔۔" وہ اس کی طرف ایک قدم اور آگے آئی تھی، ارمان نے پھر قدم پیچھے لیے تھے۔

"دو گھنٹے ارمان اسکندر! دو گھنٹے سے میں تمہارے آفس میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں اور تم۔۔۔۔ تم اس چڑیل کے ساتھ خوش گپیاں کر رہے تھے۔۔۔"

ارمان اب لفٹ کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، زینہ کا یہ شعلہ جوالہ روپ اس کے دل کی دھڑکن بڑھا رہا تھا۔

وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے مبہم سا مسکرایا تھا۔

"اتنی خوبصورت لڑکی کو تم چڑیل کہہ رہی ہو زینہ۔۔۔۔" وہ یہ کہتا کچھ اور مسکرایا تھا، زینہ نے اس کے جملے پر اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

اس کی نظر اس کے گالوں پر ابھرتے ڈمپل پر پڑی تھی۔ زینہ نے بنا کچھ سوچے اچانک ہی آگے بڑھ کر اس کے ڈمپل پر بانٹ کیا تھا۔

ارمغان اسکندر حیرت کے سمندر میں گھر اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جواب اس کے اتنے قریب کھڑی تھی کہ اس کے کپکپاتے لب اس کے عنابی لبوں سے ٹکرا رہے تھے۔ ارمغان نے دھیرے سے اپنے گال کو چھوا تھا۔

زینہ کی نظروں نے اس کی انگلیوں کا پیچھا کیا تھا۔ اس کے گال پر بنے سرخ نشان کو دیکھتے زینہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے سائے لہرائے تھے اور وہ غیر محسوس انداز میں ایک قدم پیچھے ہٹی تھی۔

ارمغان نے فوراً ہی اس کی کلائی تھامتے اسے لفٹ کی دیوار سے لگایا تھا۔

زینہ نے اسے دوسرے ہاتھ سے دوردھکیلنا چاہا تھا لیکن ارمغان نے اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر پن کر دیے تھے۔

"یہ کیا کیا ہے تم نے؟" وہ اپنے لب اس کے کان کی لو کے پاس لاتا سرگوشی کر رہا تھا۔

زینہ کا دل سینے میں الگ ہی انداز میں شور مچانے لگا۔

خمار عشق نادر خان

"میں۔۔۔ میں۔۔۔" اس نے بولنے کی کوشش کی مگر الفاظ نے ساتھ نہیں دیا۔

ارمغان کی قربت کا احساس اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب کر لیتا تھا۔
وہ پلکیں جھکائے اپنا نچلا ہونٹ کچلنے لگی تھی۔

ارمغان نے اچانک ہی اپنے لب اس کے لبوں پر رکھے تھے۔
وہ نرمی سے اپنا لمس چھوڑتا تھا۔

"یہ کام کرنے کی اجازت مجھے دے دو۔ ان پر میرا بھی حق ہے۔" اس کے لہجے پر زینہ کے تپتے دل پر
پھوار سی پڑی تھی۔

زینہ کی نظریں اس کی نظروں سے ٹکرائیں تھی اور وہ گھبرا کر پلکوں کی جھالر گرائی تھی۔ اس کی
آنکھوں میں پتے جڑبات سے نظریں چرانے کے سوائے کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

"اچھا اماں ہم چلتے ہیں۔" ماہ نوش نے جمانہ کے گلے لگتے کہا تھا۔

"جاؤ میری بچی، اللہ تمہاری ہمیشہ حفاظت کرے۔" جمانہ کی آنکھیں نم تھی لیکن ماہ نوش کی بھلائی کے
لیے یہ فیصلہ درست ہی تھا۔

خمار عشق نادر خان

یہ خیال ہی جمانہ کے لیے سوہانِ روح تھا کہ ان کی پھول سی پنکی کی عزت پر ان کی چھت کے نیچے ہی ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی گئی تھی اور وہ ہر بات سے بے خبر رہی تھیں۔

اس بات نے انہیں اندر تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ تب ہی ولی اور محسن کی بات مان کر وہ اسے شہر میں تعلیم جاری رکھنے کی اجازت دے چکی تھیں۔

"بابا، آپ ہمارے ساتھ چل رہے ہیں؟" ماہ نوش نے محسن کو واسکٹ پہن کر تیار دیکھا تو خوشی سے کہا تھا۔

"جی نوش۔ آپ کے بابا آپ کو ہو سٹل میں باقاعدہ سیٹ کر کر ہی واپس آئیں گے۔" محسن نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

وہ تینوں باہر آئے جہاں گھر کے باقی افراد بھی موجود تھے۔ عطیہ بیگم نے ماہ نوش کو گلے لگایا تھا اور اکرم خان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

زینہ کی کمی اچانک ہی زیادہ شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ ایک ہفتہ ہو گیا تھا اسے یوں رخصت کیے ہوئے۔ دل میں کسک اٹھ رہی تھی۔

ولی بھی سفید شلوار قمیض پر واسکٹ اور شال پہنے تیار کھڑا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش اب ارزش اور سبکتگین سے مل رہی تھی۔

"نوشی فوفو آپ کیوں جارہی ہیں؟" سبکتگین کا چہرہ اداسی سے اور گول مٹول ہو گیا تھا۔

ماہ نوش پنچوں کے بل اس کے پاس بیٹھی تھی۔

"ہم پڑھنے جارہے ہیں نہ۔ آپ کو بتایا تو تھا فوفو کی جان۔"

"تو آپ کب واپس آئیں گی؟" سبکتگین کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آگئے تھے۔

"ہم چھٹیوں میں آئیں گے نہ اپنے شہزادے سے ملنے۔" ماہ نوش نے پیار سے اس کے گال کھینچے تھے۔

"نوشی فوفو آپ زینہ فوفو کو بھی ساتھ لے کر آئیے گا۔" سبکتگین نے معصومیت سے کہا تھا۔

ماہ نوش نے دکھ سے ارزش کی جانب دیکھا تھا۔ اسے کل رات کی اپنی اور ارزش کی گفتگو یاد آئی تھی۔

"بھابی آپ۔ ہمیں بلو الیتی۔" ماہ نوش نے ارزش کا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔

"نوشی میں تمہیں کچھ دینا چاہتی تھی۔" ارزش نے ماہ نوش کا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔

"جی بھابی۔" READERS CHOICE

خمار عشق نامہ خان

"یہ زینہ کامو بائل ہے۔ میں اس کی دراز سے لے کر آئی ہوں۔ تم اب شہر میں ہو گی تو تمہیں زینہ سے

ملاقات کا موقع مل سکتا ہے۔" ارزش نے اسے براؤن پیپر میں لپیٹا ہوا ایک پیکٹ دیا تھا۔

"زینہ آپ پتہ نہیں کس حال میں ہیں بھابی! آپ کو کیا لگتا ہے کہ کیا واقعی وہ چھپ کر نکاح کر سکتی ہیں؟

"ماہ نوش نے آخر آج دل کی بات کہہ ہی دی تھی۔

اسے اس بات کا بالکل یقین نہیں آیا تھا۔ وہ تو مردان خانہ کے پاس پہنچی تھی تو جمانہ نے اسے وہاں جانے سے روک دیا تھا۔

نہ ہی وہ زینہ سے مل پائی تھی اور نہ ہی اسے اس کے نکاح والی بات کا یقین آیا تھا۔

"نہیں نوشی۔ لیکن تمہارے لالہ نے کہا ہے کہ اس دن جو بھی ہو اس سے ہم ایک بہت بڑے نقصان

سے بچ گئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ زینہ کا شوہر ہمارا محسن ہے۔" ارزش نے کہا تھا۔

"چلیں نوشی گڑیا۔" ولی کی آواز پر ماہ نوش حال میں واپس لوٹ آئی تھی۔

"آغا صاحب ہمیں اجازت دیجئے۔" ماہ نوش نے شہرام خان کے سامنے سر جھکایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"ہمارا اجازت کب لے رہا ہے یہاں پر اب کوئی۔ تم بھی جاؤ بس ہمارا عزت کا پاس رکھنا۔" شہرام خان نے دکھ سے کہا تھا۔

وہ اس فیصلے سے خوش نہیں تھے لیکن انہوں نے خود ہی جمانہ کو اختیار دیا تھا کہ وہ ماہ نوش کے متعلق اس کا فیصلہ مانیں گے۔

سچ تو یہی تھا کہ انہیں معلوم تھا کہ جمانہ کو شہر اور اس کے لوگوں پر بالکل بھروسہ نہیں ہے۔ انہیں یہی لگا تھا کہ اس معاملے میں جمانہ ان کی ہم خیال نکلے گی لیکن عین وقت پر ان کی بیٹی نے اپنی بیٹی کے حق میں فیصلہ لیا تھا۔ اب ماننے کے سوائے کوئی چارہ نہ تھا۔

"جی آغا صاحب ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دیں گے۔" ماہ نوش نے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

وہ سب سے پیار لیتی محسن اور ولی کے ہمراہ اپنی سرمئی چادر سمیٹتی گاڑی میں آ بیٹھی تھی۔ ایک نئی شروعات کی تمنا لئے وہ اب اسلام آباد روانہ ہو رہی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

"عرشمان سر! لفٹ پہلے فلور پر پھنسی ہوئی ہے۔" سیکیورٹی ٹیم عرشمان اور التان کو اپ ڈیٹ دے رہی تھی۔

"تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟" عرشمان نے بے تابی سے پوچھا تھا۔

"سر ہم نے ٹیکنکل ٹیم سے بات کی ہے۔ انہیں لگتا ہے وہ آدھے گھنٹے میں فالٹ ٹھیک کر لیں گے۔"

"آدھا گھنٹہ ابھی مزید لگے گا!!! التان دھاڑا تھا۔" آبی پچھلے پندرہ منٹ سے اندر ہیں۔"

"سر۔۔۔ ہمیں احتیاط سے کام کرنا ہو گا۔۔۔ ورنہ۔۔۔ ورنہ لفٹ گر بھی سکتی ہے،۔۔۔" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا تھا۔

"کیا؟؟؟" التان اضطراب سے اپنے گھنگریالے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھا۔

عرشمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا خود اس کو بھی شدید پریشانی لاحق ہو رہی تھی۔

"کیا ہمیں گھر پر بتانا چاہیے؟" وہ اب اپنی پریشانی مسلتا التان سے پوچھ رہا تھا۔

"بھائی، آنے اور بابا آنے پریشان ہو جائیں گی۔ ہم ویٹ کر لیتے ہیں۔" التان نے پر امید انداز میں کہا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

وہ دونوں بھائی اس وقت بہت پریشان تھے۔ دیوانوں کی طرح ہر اس شخص کو فون کر رہے تھے جو بلڈنگ کے اندر لفٹ میکینزم کو بحال کر سکتا ہو۔ اسکندر ایمپائر کی پوری ٹیکنکل ٹیم اس وقت ایک پیر پر کھڑی تھی۔

حریم شاہ آج ایک سائٹ میٹنگ سے فراغت کے بعد آفس پہنچی تھی۔ اس کے آنے سے کچھ دیر پہلے ہی لفٹ خراب ہوئی تھی۔

وہ ایک ادا سے چلتی عریشان کے قریب آئی تھی۔
"عریشان پلیریلیکس۔ تم کافی پیو گے۔" وہ عریشان کے بازو پہ ہاتھ رکھے چہرے میں فکر مندی سموئے کہہ رہی تھی۔

عریشان نے ایک نظر اس کے مصنوعی سرخ ناخنوں سے سجے ہاتھ کو دیکھا تھا اور دوسری نظر اس کے چہرے پر ڈالی تھی۔

وہ آتشی گلابی رنگ کے ٹاپ اور سیاہ ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔ سلیقہ سے کیے گئے میک اپ میں اس کا چہرہ تروتازہ لگ رہا تھا، پھر بھی پتہ نہیں کیوں عریشان کو ہمیشہ کی طرح اس کی کو دیکھ کر ایک ناپسندیدگی کی لہر خود میں سرایت کرتی محسوس ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"حریم پلیز مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ آپ پلیز آفس کے باقی معاملات ہینڈل کر لیں۔ سارا اسٹاف ڈسٹرب ہو گیا ہے۔" عریشان نے لہجہ نارمل رکھتے کہا تھا۔

"شیور عریشان! میں دیکھ لیتی ہوں۔ یو ڈونٹ وری ار مغان از گونابی فائن۔" وہ ایک اداسے اپنے بالوں کو جھٹکاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

عریشان دوبارہ شاہنواز کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"پلیز شاہنواز آپ اپنی ٹیم کو لے جا کر چیک کریں۔"

"جی سر۔" وہ مستعدی سے کہتا فرسٹ فلور کی طرف بڑھا تھا۔

"ادھر دیکھو زینہ۔"

ار مغان نے اس کی اٹھتی گرتی پلکوں کا رقص دیکھتے گھمبیر سرگوشی کی تھی۔

زینہ نے اپنی لرزتی پلکیں اٹھائیں تھی۔

وہ اس کے اتنا قریب کھڑا تھا کہ اس کے بدن کی حدت زینہ کو اپنے پورے سراپے میں سرایت کرتی محسوس ہو رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

وہ اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اس کی نیلی آنکھوں میں جھانکنے لگی۔

"کیا کہہ رہی تھیں تم۔۔۔" ار مغان نے اس کے نچلے لب پر اپنا انگوٹھا رب کیا تھا۔

"تم مجھے مس کر رہی تھیں؟"

"نہیں تو۔۔۔ میں کیوں کروں گی تمہیں مس۔۔۔" زینہ نے لہجہ کو مضبوط بنانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"اچھا۔۔۔ پھر تم مجھ سے کیا کہنے آئی تھیں؟ جس کے لیے تم نے دو گھنٹے میرا انتظار کیا۔۔۔" ار مغان نے دھیرے سے اس کے ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیے تھے۔

زینہ نے بنا سوچے ہی ار مغان کے چوڑے کندھوں پر اپنے ہاتھ ٹکائے تھے۔

"کیا میں اپنے شوہر سے ملنے نہیں آسکتی؟" زینہ کو یہی جواب سمجھ آیا تھا۔

"یہ تم اپنے لیے ٹھیک نہیں کر رہی ہو۔۔۔۔۔" ار مغان نے اس کی ناک سے اپنی ناک دھیرے سے چھوئی تھی۔

READERS CHOICE

"ک۔۔۔ کیا۔۔۔ کر رہی ہوں میں؟" زینہ کے لب کپکپائے تھے۔

خمار عشق نامر خان

"مجھے بار بار اپنی زبان سے شوہر کہہ کر میرے جذبات کو ہوا دے رہی ہو۔" ار مغان نے اس کے گال پر لبوں کے قریب اپنے لب رکھتے کہا تھا۔

"تمہیں مجھے یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے مسز۔۔۔ میرے جسم کا روم روم مجھے ہر لمحہ اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ تم میری محرم ہو۔۔۔"

ار مغان نے اتنے جذب سے کہا تھا کہ زینہ کا دل سینے میں بے چین پرندے کی طرح پھڑپھڑایا تھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں بسے جہاں کو دیکھتی بے خود ہوئی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ خود کو روک پاتی، اس نے اپنے لب ار مغان کے لب سے ٹچ کیے تھے۔

ار مغان کی آنکھوں کا رنگ اس کی طلب سے گہرا ہوا تھا۔ اس کے خون کی گردش تیز ہوئی تھی۔ وہ زینہ کی اس چھوٹی سی پیش رفت پر بے قابو ہو چکا تھا۔

ار مغان نے اسے کمر سے تھامتے اچانک ہی خود میں سمو لیا تھا۔

اس کے لبوں نے جارحانہ انداز میں زینہ کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

زینہ اس کی اتنی شدت پہ گھبرا کر اس کے کندھوں پر اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر گئی تھی۔

خمار عشق نامر خان

ارمغان کے لب اس کے لبوں کو عشق کے نئے رموز سے آشنا کروا رہے تھے۔ وہ بے خود سی اس کی شدتوں کو اتنی ہی شدت سے لوٹانے لگی تھی۔

"بھائی! شاہنواز کے پاس ایک پلان ہے۔" التان نے دبے دبے سے جوش سے کہا تھا۔
آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا اور وہ لفٹ کا برقی کنیکشن بحال کرنے میں ناکام رہے تھے۔ اب شاہنواز ایک نیا منصوبہ لے کر آیا تھا۔

"ہاں بتائیں پلیز۔" عریشان تیزی سے ان کے قریب آیا تھا۔
"سرفٹ فرسٹ فلور اور گراؤنڈ فلور کے درمیان میں پھنسی ہوئی ہے۔ گراؤنڈ سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ اگر ہم لفٹ کا دروازہ باہر سے کھول لیں تو ارمغان سر کو آسانی سے باہر نکالا جاسکتا ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ آپ ریسکیو شروع کریں۔" عریشان نے اجازت دی تھی۔

"بھائی!!!!" التان اچانک ہی زور سے چلایا تھا۔

"کیا ہو گیا التان؟" عریشان کا دل دہل گیا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"آبی کی اسمارٹ واچ!!!! آئی ایم شیور وہ اسمارٹ واچ پہنے ہونگے! میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا۔"

التان سر پر ہاتھ مارتا کہہ رہا تھا۔

عرشمان نے بھی خوشگوار حیرت سے سر ہلایا۔

"ہم اتنے بدحواس ہو گئے تھے کہ اس بات کو بھول ہی گئے۔" عرشمان نے فوراً اپنا فون نکالا تھا۔

"بھائی ایک منٹ...." التان نے عرشمان کا بازو تھامے اسے باقی سب سے تھوڑا دور کھینچا تھا۔

"کیا ہوا؟" عرشمان نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"ہم بھول گئے تھے مگر آبی کو تو یاد ہو گا۔۔۔۔۔ انہوں نے ہم سے اب تک رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

التان نے بنا کچھ کہے ہی عرشمان کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ باور کروایا تھا۔

عرشمان نے آنکھیں سکیڑے اسے دیکھا تھا۔ ان دونوں میں نظروں کا تبادلہ ہوا تھا اور وہ دونوں ہی بنا

کچھ کہے ایک دوسرے کی بات سمجھ رہے تھے۔

(تم کہنا چاہ رہے ہو؟)

(جی۔۔۔ بھابی اور آبی۔۔۔ ساتھ ہیں۔۔۔)

(پھر تو انہیں فوراً کال کرو بیٹا۔۔۔ انہیں الرٹ کر دو۔۔۔)

خمار عشق نامہ خان

التان نے عرشان کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ار مغان کا نمبر دوبارہ پریس کیا تھا۔
اس کے فون سے وایچ کنیکٹ ہونے کا سگنل مل رہا تھا۔ یہ سب لوگ گراؤنڈ فلور پر لفٹ کے دروازے
کے باہر موجود تھے۔

شاہنواز کی ٹیم دروازہ کھولنے کے لئے لوہے کے بڑے لیور کا انتظام کر چکی تھی۔
(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!
READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

خمار عشق نادر خان

ارمغان اور زینہ ایک دوسرے میں گم تھے، ارمغان کے ہاتھ زینہ کے بدن کے نشیب و فراز کو سراہتے اسے سلگارہے تھے۔

اس کے لبوں کی جارحانہ پیش رفت اب بھی جاری تھی۔ ارمغان کا دل شدت سے اس کے سنہرے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسانے کو بے تاب ہو رہا تھا لیکن وہ اس کے حجاب کی وجہ سے اپنی خواہش کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ وہ خود کو کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ تب ہی ایک دھیمی سی رنگ ٹون نے انہیں چونکایا تھا۔

ارمغان زینہ کے لبوں کو آزاد کرتا اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا گیا تھا۔ زینہ کا دل بہت تیز دھڑک رہا تھا۔ وہ دونوں ہی اس عشق کے خمار میں ہانپ رہے تھے۔ ارمغان نے گہرے سانس لیتے زینہ کے چہرے پر نظریں جمائی تھیں۔ وہ شرم سے لال ہو رہی تھی مگر اس کی آنکھوں کی خماری اس کے دل کا حال صاف بیان کر رہی تھی۔ ارمغان نے اسے نرمی سے سینے سے لگایا تھا۔ وہ اب اپنی کلائی پر بندھی واچ کی طرف متوجہ ہوا تھا جس پر التان کا لنگ جگمگا رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ ار مغان کے ساتھ لگ کر کھڑی اپنی سانسیں ہموار کرنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔

ار مغان نے بٹن پر پریس کیا تھا،

"ہاں الٹی؟"

"آبی۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں نہ؟؟" التان کی آواز میں تشویش تھی۔

"ہاں الٹی میں اور تمہاری بھابی دونوں ٹھیک ہیں۔" ار مغان نے اسے باور کروایا تھا کہ زینہ اس کے ساتھ موجود ہے۔

"جی آبی۔۔۔ آپ اس وقت گراؤنڈ سے تھوڑا اوپر ہی اسٹک ہیں۔"

التان نے معلومات پہنچائیں۔

"تو اب ہم دروازہ باہر سے کھولیں گے۔ آپ تیار رہیے گا۔"

"ٹھیک ہے التان! تم لوگ کیا باہر موجود ہو؟" ار مغان نے پوچھا تھا۔

زینہ بھی یہ گفتگو سن سکتی تھی، اسے کچھ تشویش ہوئی تھی کہ وہ باہر نکلیں گے کیسے۔۔۔

ار مغان اس کی پریشانی بھانپ چکا تھا۔ اس نے آہستگی سے اس کی پشت سہلائی تھی۔ زینہ نے اس کی جانب دیکھتے سر ہلایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"جی آبی۔ بس ہم دروازہ کھولنے کی کوشش ہی کر رہے ہیں۔"

وہ لوگ اب لوہے کی راڈ کی مدد سے دروازہ کے درمیان فاصلہ بنانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔
التان اور عریشان کو لفٹ کے کبین کا آدھا حصہ نظر آ رہا تھا، باقی حصہ اوپر کی منزل میں روپوش تھا۔
کچھ ہی دیر کی محنت سے وہ اتنا دروازہ کھول پائے تھے کہ ایک انسان باہر نکل سکتا تھا۔
ارمغان پنہوں کے بل بیٹھ کر باہر جھانکنے لگا۔

"آبی!!" عریشان اور التان نے اس کا چہرہ نظر آتے ہی نعرہ لگایا تھا۔
پورا اسٹاف آہستہ آہستہ وہاں جمع ہو گیا تھا۔ کچھ کو ارمغان کی فکر تھی، کچھ کو محض تجسس تھا۔
ارمغان کھڑا ہوتا واپس زینہ کے پاس گیا تھا۔

"زینہ! ہم نکل سکتے ہیں آرام سے۔" وہ اسے نرمی سے بازو سے تھامتا سمجھا رہا تھا۔
"کیسے ارمغان؟ نیچے کافی فاصلہ ہے۔۔۔" زینہ کچھ گھبرا رہی تھی۔

"تم بس مجھ پر بھروسہ رکھو۔" ارمغان نے اس کا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔

"سر۔۔۔ ارمغان سر۔۔۔" شاہنواز ایک مضبوط کارڈ کا پھندا بنا کر اوپر کی جانب پھینک رہا تھا۔

"سر۔۔۔ آپ یہ کارڈ باندھ لیں۔۔۔ ہم آپ کو پیل کر لیں گے۔" شاہنواز نے بلند آواز سے کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"او کے شاہنواز! کیا یہ کارڈ دو لوگوں کا وزن اٹھا سکتی ہے؟" ار مغان نے پنچوں کے بل جھکتے کارڈ کو تھاما تھا۔

"نوسر۔ آپ کو ایک ایک کر کر آنا ہو گا۔" شاہنواز کی آواز پر ار مغان نے مڑ کر زینہ کو دیکھا تھا۔
"پھر پہلے تم جاؤ زینہ۔"

"بالکل نہیں۔۔۔ ار مغان تم جاؤ پہلے۔۔۔" زینہ نے نفی میں سر ہلادیا تھا۔
"فضول خدمت کرو۔ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر باہر نہیں جاؤنگا۔" ار مغان نے دو ٹوک انداز میں کہا تھا۔

"تو میں تمہیں چھوڑ کر کیسے جاؤنگی۔۔۔" زینہ روہانسی ہو گئی تھی۔
"زینہ۔۔۔ زینہ۔۔۔" ار مغان نے اس کے دوپٹے میں لپٹے چہرے کو تھاما تھا۔
"کچھ نہیں ہو گا۔ تم پہلے باہر جاؤ۔ میں تمہارے پیچھے ہی آ رہا ہوں۔" ار مغان اسے مناتا۔ اس کی کمر کے گرد کارڈ اٹیچ کر رہا تھا۔

"التان، عرشان میں زینہ کو پہلے نیچے بھیج رہا ہوں۔ خیال کرنا۔" ار مغان نے ان دونوں کو الٹ کیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

"او کے آبی۔" وہ دونوں ہی یک زبان ہو کر بولے تھے۔

ارمغان نے زینہ کو آہستہ سے اترنے میں مدد دی تھی۔

باہر کھڑی ریسکیو ٹیم احتیاط سے کارڈ کھینچ رہی تھی۔ زرا سی بھی بد احتیاطی سے لفٹ کا بیلنس خراب ہو سکتا تھا۔

زینہ کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ یوں رسی سے جھولتے وہ خوفزدہ تھی لیکن اس نے اپنے ذہن کو بے دار رکھا تھا۔

پندرہ منٹ کی انتھک محنت کے بعد زینہ کے پیر زمین پر ٹکے تھے۔ عریشان اور التان نے اسے فوراً اٹھا لیا تھا۔

"بھابی آپ ٹھیک ہیں؟" التان نے تشویش سے پوچھا تھا۔

زینہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ان سے کافی فاصلے پر جمع اسٹاف نے کچھ حیرت سے یہ منظر دیکھا تھا۔

ارمغان اسکندر نے پہلے اس لڑکی کو باہر نکالا تھا؟

اور اب التان اسکندر اور عریشان اسکندر اسے اتنے احترام سے پیش آرہے تھے !

خمار عشق نادر خان

یہ کیا چل رہا تھا؟

ارمغان کی پی اے نے نخوت سے زینہ کو دیکھا تھا۔

"کون ہے یہ لڑکی۔ اس کی وجہ سے ہی بگ باس لفٹ میں پھنسے ہیں۔"

اس کا یہ تبصرہ سن کر وہاں موجود سب لوگ زینہ کو غصے سے دیکھنے لگے تھے۔

وہ زینہ کی اصلیت سے انجان تھے، ارمغان کی پی اے کہہ رہی تھی تو سچ ہی ہوگا۔

"مس منال آپ فکر نہ کریں۔ اس کو میں ابھی سیدھا کرتی ہوں۔" وہ منال کو آتا دیکھ کر خوش آمدانہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

منال نے دلچسپی سے اس لڑکی کو دیکھا تھا جس کے پیچھے ارمغان اسکندر دیوانہ وار لپکا تھا۔

"سر۔۔۔ اب آپ آجائیں۔۔۔" شاہنواز نے کارڈ دوبارہ لفٹ کی جانب پھینکی تھی۔

"او کے شاہنواز۔۔۔" ارمغان کی آواز آئی تھی۔

زینہ، عریشان اور التان لفٹ کی جانب ہی دیکھ رہے تھے۔

شاہنواز کی ٹیم نے ابھی کارڈ کھینچنا شروع ہی کی تھی کہ اچانک لفٹ نے ایک زوردار جھٹکا لیا تھا۔

"ارمغان !!!!"

خممار عشق نانر خان

زینہ کی دلخراش چیخ بلند ہوئی تھی اور لفٹ تیزی سے نیچے کی جانب آئی تھی۔۔۔۔۔

"ارمغان"۔۔۔۔۔

!!! "آبی"

زینہ، التان اور عریشان دیوانہ وار لفٹ کی جانب لپکے تھے۔ شاہنواز کی ٹیم نے عجلت سے کارڈ واپس کھینچی تھی۔

لفٹ ایک زوردار دھماکے سے نیچے گری تھی۔

وہاں کھڑے ہر شخص پر سکتہ طاری ہو چکا تھا۔

زینہ کی ٹانگیں ایک دم بے جان ہوئی تھیں، وہ لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل ماربل کے فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔

عرشمان اور التان بدحواس سے لفٹ کے نزدیک جانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ سیکورٹی ٹیم نے بہت مشکل سے انہیں قابو کیا تھا۔

"چھوڑ مجھے، آئی!!!۔۔۔" عریشان خود کو چھڑانے کے لیے زور لگا رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"پیچھے ہٹو تم۔۔۔۔۔ پلیز آبی!!! نو۔۔۔۔۔" التان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کس طرح ارمغان تک پہنچے۔

چار چار آدمی ان دونوں بھائیوں سے لپٹ کر انہیں نیچے کودنے سے باز رکھ رہے تھے۔
شاہنواز کارنگ بھی زرد پڑ چکا تھا۔

ان سب کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

زینہ کی شہد رنگ آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔

اسے لگ رہا تھا جیسے اس کا دل پھٹ جائے گا۔

ان کا رشتہ جیسے بھی قائم ہوا تھا، ارمغان اسکندر اس کا شوہر تھا یہ بات تو وہ کب سے قبول کر چکی تھی۔ جو

بھی تھا جیسا بھی تھا، اس کا دل تو اب اس کے نام پر دھڑکتا تھا۔

وہ سینے کے بائیں جانب ہاتھ رکھے، اپنی مٹھیوں سے اپنی قمیض بھینچتی، صدمے سے گنگ تھی۔

"یا اللہ پلیز۔۔۔۔۔"

"پلیز میرے شوہر کو بچالیں۔۔۔۔۔"

زینہ نے تڑپ کر دل سے خدا کو پکارا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ان چند لمحوں میں زینہ کو یوں لگا جیسے کسی نے تیز دھار چاقو سے اس کے دل کے ٹکڑے کر دیے ہوں۔
"سر۔۔" شاہنواز کے لبوں سے بے آواز نکلا تھا۔ وہ سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ یہ اچانک ہوا کیا ہے۔
اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ ار مغان کا محافظ بنتا لیکن ایسا دوسری بار ہوا تھا کہ وہ کچھ بھی نہیں کر پایا تھا۔
ترکی میں تو معجزاتی طور پر ار مغان بچ گیا تھا لیکن اب یہاں۔۔۔۔۔ وہ ایک ہارے ہوئے کھلاڑی کی
طرح کندھے جھکائے کھڑا تھا۔

عرشمان اب مزاحمت چھوڑ کر التان کی طرف بڑھا تھا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں آنسو اڑ رہے تھے، التان
کا چہرہ بھی آنسوؤں سے تر تھا۔
"بھا۔۔۔ئی۔۔۔آ۔۔۔بی۔۔۔۔" وہ توانا مرد اپنے جان سے عزیز بھائی کے لیے سسک رہے
تھے۔

عرشمان التان کے بلکتے وجود کو تھامے خود بھی خاموش آنسو بہا رہا تھا۔
سب مایوس ہو چکے تھے۔ دفعتاً شاہنواز کے ہاتھ میں پکڑی کارڈ کو ایک جھٹکا لگا تھا۔
شاہنواز نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔

"ار مغان سر !!!"

خمار عشق نادر خان

شاہنواز کی دھاڑ پر وہاں موجود تین نفوس کی سانس میں سانس آئی تھی۔ وہ سب دم بخود لفٹ کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

ریسکیو ٹیم عجلت کے ساتھ کارڈ واپس کھینچنے لگی تھی۔ کچھ ہی دیر کے بعد ار مغان کے بھورے بال انہیں نظر آئے تھے۔

ار مغان شاید بے ہوش ہو گیا تھا۔

اس کے کمر سے کارڈ اچھی طرح ہک کے ساتھ بندھی ہونے کی وجہ سے وہ لفٹ کے ساتھ نیچے نہیں گیا تھا بلکہ وہیں لٹکا رہ گیا تھا۔

وہ دس منٹ کی تگ و دو کے بعد اسے اوپر کھینچنے میں کامیاب ہو گئے تھے، التان اور عر شمان دوڑ کر اس کے بے سدھ وجود کے پاس لپکے تھے۔

"آبی پلیز اٹھیں۔۔۔"

"آنکھیں کھولیں آبی۔۔۔"

التان ار مغان کا سر اپنی گود میں رکھے اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

عر شمان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"شاہنواز پلیر کال آڈاکٹر۔۔" عر شمان دھاڑا تھا۔

عر شمان کی آواز پر جیسے زینہ کا سکتہ ٹوٹا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی تھی۔

زینہ کے پورے بدن پر لرزش طاری تھی۔ وہ ار مغان کے بے ہوش وجود کے نزدیک آکر فرش پر گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔

"ہٹو عر شمان، التان۔۔۔ مجھے چیک کرنے دو۔۔۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر ار مغان کی گردن پر پلس چیک کی تھی۔

عر شمان اور التان بھی گھبراہٹ میں بھول گئے تھے کہ زینہ خود ڈاکٹر ہے۔ وہ ار مغان کو چھوڑ کر تھوڑا سا پیچھے ہوئے تھے۔

ار مغان کی نبض بہت آہستہ چل رہی تھی۔ زینہ نے گھبرا کر اس کی سانسیں شمار کی تھیں۔

اس کا سرخ و سپید چہرہ بے سدھ تھا۔ وہ جاندار نیلی آنکھیں، جو ہر بار زینہ کے دل کی دھڑکن بڑھادیتی تھیں ساکن تھیں۔ زینہ کی آنکھیں بار بار بھر رہیں تھیں۔

اس نے ار مغان کو چیک کیا۔

اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"اگر وہ سانس نہیں لے پارہا تو اسے مصنوعی تنفس کی ضرورت ہے" !

- زینہ فوراً ہی ار مغان کے لبوں پر جھکی تھی۔ وہ اس کے لبوں کو دباؤ دیتی تیزی سے اپنی سانسیں اس میں منتقل کرنے لگی تھی۔

ایک بار ترکی کے ساحل پر اسی طرح زینہ نے اپنی سانسیں اس کے بے ہوش وجود میں منتقل کر کے اسے جینے کی نوید دی تھی۔

آج پھر وہ ویسی ہی جانفشانی سے اس کی سانسیں بحال کرنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔ فرق یہ تھا کہ اس پل ار مغان کے لبوں پر سمندر کے پانی کا نمکین ذائقہ تھا اور آج زینہ کے اپنے آنسوؤں کے باعث اس کے لبوں میں نمکیات گھلی ہوئی تھیں۔

تب اگر وہ دوبارہ سانس نہ لے پاتا تو زینہ کو محض ایک اجنبی کی موت کا دکھ ہوتا۔۔۔ آج اگر وہ سانس نہ لے پاتا تو زینہ بھی اپنی سانسیں ہار جاتی۔۔۔

اسے یوں ار مغان کے لبوں پہ جھکے دیکھ کر وہاں موجود آفس اسٹاف سکتے میں آگیا تھا۔ اسکندر برادران اپنے آس پاس صنفِ مخالف کو ٹکنے نہیں دیتے تھے اور یہ لڑکی سب کے سامنے یہ کیا کر رہی تھی۔۔۔

خمار عشق نادر خان

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا ہو رہا ہے؟"

"بگ باس کے ساتھ یہ لڑکی۔۔۔ اوہ گاڈ۔۔۔" ار مغان کی فیشن ایبل پی اے نے دانتوں میں انگلیاں دبالی تھیں۔

وہاں دھیمی آواز میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں تھیں۔

عرشمان اور التان زینہ کو ار مغان کو سی پی آر دیتے دیکھ کر ہلکا سا جزبز ہوئے تھے لیکن اس کی وجہ ان دونوں کا لحاظ اور احترام تھا۔

زینہ ہر چیز سے بے خبر ار مغان میں اپنی سانسیں منتقل کر رہی تھی۔

وہ اب ار مغان کے دل کے مقام پر دباؤ ڈالتی اس کی دھڑکن گن رہی تھی۔

"ار مغان پلیز۔۔۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں کیسے جیو گی۔۔۔"

زینہ کی آواز زیادہ بلند نہیں تھی لیکن ہوش کی دنیا میں داخل ہوتے ار مغان کے کانوں نے اس کی آواز صاف سنی تھی۔

زینہ نے ایک بار پھر سے اپنا چہرہ ار مغان کے چہرے کے نزدیک لے جاتے اس کے کھلے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھے تھے۔ وہ اسے اپنی سانسیں دینے ہی والی تھی۔

خمار عشق نامر خان

کہ ار مغان کے لبوں میں جنبش ہوئی تھی اور اس نے زینہ کے کپکپاتے لبوں کو کمزور سی گرفت میں لیا تھا۔

زینہ نے فوراً اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

"ار مغان؟؟؟"

اس کی شہد رنگ آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں جھانک رہی تھیں۔

ار مغان نے اٹھنے کی کوشش کی تھی تب ہی التان اور عر شان اس سے لپٹ گئے تھے۔

"آبی۔۔۔"

"آبی ڈر ادا تھا آپ نے"

وہ دونوں اسے گلے لگائے کھڑے تھے۔ ار مغان ان کی بے تابی پر دھیمے سے مسکرایا تھا۔

زینہ ار مغان کی کچھ دیر پہلے کی حرکت پہ کچھ خجالت کا شکار ہوتی چند قدم پیچھے ہٹی تھی۔ اس کے چہرے

پر سرخی چھا رہی تھی۔

اس نے ارد گرد دیکھا تو اسے انداز ہوا کہ سب اسی کی طرف متوجہ تھے۔

"اتنے ہجوم میں میں۔۔۔"

خمار عشق نادر خان

زینہ کے چہرے کی سرخی کچھ اور بڑھی تھی۔

وہ وہاں سے جانے کا ارادہ کرتی چند اور قدم دور ہوئی تھی۔

ارمغان عرشان اور التان کی مضبوط گرفت میں کھڑا ان کی پیٹھ ٹھونکتا نہیں دلا سہ دے رہا تھا۔

"ساکن۔۔۔ التی۔۔۔ عرش۔۔۔"

"بس آبی۔۔۔ کچھ مت کہیں۔۔۔" التان اب بھی رو رہا تھا۔

عرش کی آنکھیں جھلملا رہی تھیں لیکن اس نے خود پر قابو پالیا تھا۔

"شکر ہے للہ کا آبی کہ آپ ٹھیک ہیں۔" وہ ارمغان کے چہرے کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔

ابھی وہ تینوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر سکون سے سانس بھی نہیں لے پائے تھے کہ ایک آواز

نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"کیسی بے شرم ہو تم۔۔۔"

زینہ نے چونک کر اس آواز کی جانب دیکھا تھا۔

"ایسکیوز می؟" **READERS CHOICE**

زینہ کو سمجھ نہیں آیا کہ ارمغان کی پی اے نے اسے یہ جملہ کیوں کہا ہے۔

خمار عشق نادر خان

"یہ حجاب پردے کا ڈرامہ کر کے تم اپنی اصلیت چھپا نہیں سکتی۔۔۔۔"

منال کی گڈ بکس میں آنے کے لیے ار مغان کی پی اے کچھ زیادہ ہی بول رہی تھی۔

منال تو خاموشی سے یہ ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔ اسکندر ایمپائر کا باقی اسٹاف زہر خندنگا ہوں سے زینہ کو دیکھ رہا تھا۔

زینہ کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"آپ حد میں رہیں مس! "زینہ نے اسے وارن کیا تھا۔

"حد تو تم نے اپنی کراس کی ہیں ایسے سب کے سامنے یوں بے حیائی۔۔۔" وہ شاید کچھ اور بھی کہنے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن ار مغان کی دھاڑ پر اس کی زبان کو بریک لگا تھا۔

"شٹ اپ مس فار یہ!"

سب لوگ اب ار مغان کو دیکھنے لگے۔

ار مغان فرہاد اسکندر کے چہرے پر اس وقت بہت خطرناک تاثرات تھے۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا زینہ کے برابر آکھڑا ہوا تھا۔

اس کے ماتھے پر موجود رگ پھڑک رہی تھی۔ فولڈ ہوئی آستینوں سے ابھرتے پٹھے تنے ہوئے تھے۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے ار مغان کو اتنے غصہ میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اس کی نیلی آنکھوں کا سرد تاثر بڑے بڑے آدمیوں کے دانتوں تلے پسینہ لے آتا تھا۔

فاریہ تو پھر بے وقوف سی لڑکی تھی جو اپنی جلد بازی اور جی حضوری کے چکر میں اپنے ساتھ بہت برا کر چکی تھی۔ اس نے گھبرا کر تھوک نکالا تھا۔

"بب۔۔۔ بگ۔۔۔ باس۔۔۔ س۔۔۔ میں۔" فاریہ ہکلائی۔

"ہاؤڈیو؟ میری بیوی سے اس لہجے میں بات کرنے کی تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی؟" ار مغان کی آواز

پروہاں موجود ہر انسان کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

فاریہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے۔

"بب۔۔۔ بیوی۔۔۔" وہ بہ مشکل دہرا پائی۔

"شی از مسز زینہ ار مغان اسکندر۔ کسی کونج کرنے سے پہلے پوری معلومات حاصل کر لیا کریں۔۔۔"

ار مغان کے جملہ کی بازگشت پروہاں کھڑے سب ہی لوگوں کا سر جھکا تھا۔

"اینڈریوس فاریہ، یو آر فائرڈ! میری ذاتی زندگی میں مداخلت کرنے کا آپ کو کبھی کوئی حق نہیں دیا گیا

سوگیٹ لاسٹ فرام ہیئر!" ار مغان دھاڑا تھا۔

خمار عشق نادر خان

فاریہ نے مدد طلب نگاہوں سے منال کی جانب دیکھا تھا جس کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو رہا تھا۔
ارمغان نے زینہ کا ہاتھ تھاما تھا اور وہ عریشان اور التان کی طرف دیکھتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔ عریشان
اور التان نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے سر ہلایا تھا۔

ارمغان کی نیلی آنکھوں سے اس وقت چنگاریاں نکل رہی تھیں۔
وہ زینہ کی کلائی تھامے آفس کے پارکنگ لاٹ میں پہنچا تھا۔
زینہ بالکل خاموش تھی۔ وہ ذہنی طور پر بہت تھک چکی تھی۔ ان چند گھڑیوں میں وہ اندر تک ہل چکی
تھی۔ وہ بنا کچھ کہے ارمغان کی تقلید میں چلتی ہوئی اب اس کے عقب میں کھڑی تھی۔
ارمغان نے کار کی الیکٹرک چابی پریس کی تھی۔ اس کی سلور پیجیر وکی لائنس آن ہوئی تھیں۔
"بیٹھو۔" ارمغان نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا تھا۔

"میں ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی۔" زینہ نے کچھ مبہم سے انداز میں کہا تھا۔
ارمغان نے گھوم کر اسے بغور دیکھا تھا۔ زینہ نے اپنی پلکیں جھکا رکھی تھیں، شہدرنگ آنکھوں میں
چمکتے تاثرات ارمغان سے چھپانے کی خاطر وہ اس کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"تو فی الحال مجھے ہی اپنا ڈرائیور سمجھ لو۔"

زینہ نے چونک کر سر اٹھایا تھا۔

ارمغان سینے پہ ہاتھ رکھتا ہلکا سا خم ہوا تھا۔

"جی تو مسز زینہ ارمغان اسکندر، کیا آپ اپنے شوہر کو خود کو ڈرائیو کر کے گھر پہنچانے کا شرف حاصل

کرنے دیں گی؟" وہ زیر لب مسکرا رہا تھا۔

"تم۔۔۔ ابھی کار کیسے ڈرائیو کرو گے؟" زینہ نے تشویش سے اسے دیکھا تھا۔

"ان فیکٹ پہلے ہم ہاسپٹل چلتے ہیں۔۔۔ تمہیں کوئی چوٹ وغیرہ تو نہیں آئی ہے؟"

زینہ ایک قدم آگے آئی اور ارمغان کے سر کو ٹٹول کر دیکھنے لگی۔

وہ ایک ہاتھ اس کے داہنے گال پر رکھے دوسرے سے اس کے سر کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی چیک کر رہی تھی۔

ارمغان کی نیلی آنکھوں میں اپنی بیوی کو خود کی فکر کرتے دیکھ ایک الگ ہی چمک آئی تھی۔

وہ اس کی سرخ متورم آنکھیں اور آنسوؤں سے دھلائی چہرہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے سر کو ہلکی سی جنبش دے

کر، زینہ کی ہتھیلی پر کس کیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

زینہ ساکت ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

"زینہ! میں بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ اسے مضبوط لہجے میں کہتا یقین دلارہا تھا۔

"پھر بھی تم پلیرا بھی گاڑی مت چلاؤ۔" زینہ کی تسلی نہیں ہوئی تھی۔

"اوکے۔۔۔ اوکے۔۔۔ بیٹھو تو۔ میں ڈرائیور کو کال کرتا ہوں۔"

ارمغان اس کی ضد کے آگے ہتھیار ڈالتے ہوئے کال ملانے لگتا ہی شاہنواز بھاگتا ہوا پارکنگ ایریا میں پہنچا تھا۔

"ارمغان سر! میں کر لیتا ہوں گاڑی ڈرائیو۔"

شاہنواز کو شبہ تھا کہ لفٹ کا چانک گرنا محض اتفاق نہیں تھا۔ ایسے میں وہ ارمغان کو اکیلے جانے سے روکنا چاہتا تھا۔

"اوکے۔"

ارمغان نے چابی اسے پکڑائی تھی اور خود زینہ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔

زینہ نے اطمینان سے سرک کر اپنے اور ارمغان کے درمیان فاصلہ بنایا تھا۔

خمار عشق نامر خان

ارمغان نے اس کی حرکت کو نوٹ کیا تھا اور اس کے گریز پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

گال پہ پڑتا ڈمپل ظاہر ہوا تھا اور ارمغان کو لفٹ میں زینہ کا بے باک انداز یاد آیا تھا۔
(محترمہ بھول گئیں ہیں کہ کچھ دیر پہلے مجھے اپنی شدتوں کے روبرو کروا چکیں ہیں اور اب یہ احتیاطی فاصلہ بنا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہیں۔)

وہ اپنی ہاتھ کی ہتھیلی چہرے پر رکھے اپنی مسکراہٹ چھپائے سارے راستے زینہ کو نگاہوں میں بسائے رہا۔

زینہ تو پوری طرح دوسری طرف رخ کر کر بیٹھی تھی۔ انداز میں لا تعلقی تھی۔
جیسے برابر میں بیٹھے شخص کی اسے کوئی پرواہ نہیں۔ جب کہ سچ تو یہی تھا کہ اس کے دل کی دھڑکن ابھی بھی نارمل نہیں ہوئی تھی۔

ارمغان صحیح سلامت اس کے ساتھ تھا!! زینہ کا پور پور شکرا داکر رہا تھا۔ لیکن وہ خود پر ضبط کیے بیٹھی ہوئی تھی۔
READERS CHOICE

اسے ڈر تھا کہ اگر اس نے اس کی طرف دیکھا بھی تو شاید وہ اس کے سینے سے لگ جائے گی۔

خمار عشق ناز خان

وہ اپنا دھیان بٹانے کے لیے کھڑکی سے گزرتے مناظر دیکھ رہی تھی۔

شاہنواز مستعدی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ اسکندر مینشن پہنچ چکے تھے۔ زینہ بدستور خاموش تھی۔

وہ چپ چاپ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ ارمان نے اس کی پشت کو گھورا۔

(لگتا ہے گھی سیدھی انگلی سے نہیں نکلے گا) وہ زیر لب مسکراتا اس کے پیچھے آیا تھا۔

زینہ کمرے کے وسط میں کھڑی گہری سانسیں لے رہی تھی۔ تب ہی اس نے آہٹ پرپٹ کر دیکھا تھا۔

ارمان اندر آیا تھا۔ دفعتاً وہ اپنا گلا پکڑ کر کھانسنے لگا۔

"ارمان۔۔۔ کیا ہوا ہے؟" زینہ دوڑ کر اس کے پاس آئی تھی۔

"میں۔۔۔ آہ۔۔۔ سانس۔۔۔ آہ۔۔۔" ارمان نے بہ مشکل کہا تھا۔

وہ اب دہرا ہوتا جا رہا تھا۔ ارمان کی سانس اکھڑتے دیکھ کر زینہ کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ تک لائی۔

خمار عشق نانر خان

"میں نے تمہیں کہا بھی تھا چیک اپ کے لیے چلتے ہیں۔۔۔۔۔ اف خدایا!۔۔۔۔۔ ادھر دیکھو

ار مغان۔۔۔۔۔ ار مغان۔۔۔۔۔" وہ اس کا گال تھپتھپاتی کہہ رہی تھی۔

"س۔۔۔۔۔ سا۔۔۔۔۔ نس۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔" ار مغان نے ٹوٹی ہوئی سانسوں میں بے ربط سا جملہ کہا تھا۔

زینہ نے فوراً اس کے گریبان کے بٹن کھولے تھے۔

"ار کو میں تمہیں مصنوعی سانس دیتی ہوں۔۔۔۔۔" وہ پھرتی سے بستر پر گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی تاکہ اسے ماؤتھ ٹوماؤتھ دے سکے۔

اس نے ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر ار مغان کو بیڈ پر لٹایا اور اس کے لبوں کے نزدیک آئی، تب ہی ار مغان کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔

زینہ جو اپنے اور اس کے لبوں کا فاصلہ مٹانے ہی والی تھی، شا کڈ رہ گئی تھی۔

"ار مغان فرہاد اسکندر!!! "زینہ کی غصیلی آواز پر ار مغان نے آنکھیں کھولی تھیں۔

جہاں اس کی نیلی آنکھوں میں شرارت رقم تھی وہیں زینہ کی ہیزل کلر آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

"تم!؟ تم۔۔۔۔۔ مزاق کر رہے تھے؟" زینہ نے پیچھے ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"نہیں تو۔۔ آؤج!!! اس سے پہلے کے ارمغان اپنی بات مکمل کرتا زینہ نے اس کے سینے پر ایک مکہ رسید کیا تھا۔

"تمہیں شرم نہیں آتی؟" زینہ بپھر کر بستر سے اتری تھی۔

ارمغان اس کے پیچھے لپکا تھا۔

"ارے رکو تو میں۔۔۔ تم رو رہی ہو؟؟؟"

ارمغان نے اسے تھام کر سامنے کیا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں نے اسے ششدر کر دیا تھا۔

"چھوڑ مجھے تم۔" زینہ نے اپنے گرد سے اس کے ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی تھی۔

آنسوؤں میں مزید روانی آئی تھی۔

"زینہ یا اس میں رونے کی کیا بات ہے؟" ارمغان تو اس کے آنسو دیکھ کر گھبرا چکا تھا۔

زینہ نے سراٹھا کر اسے شکوہ کنناہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"تو کیا ہنسنے کی بات ہے؟ تمہیں لگتا ہے یہ سب مزاق ہے۔۔۔ میری جان نکال کر رکھ دی تھی تم

نے۔۔۔۔۔" زینہ کا نازک بدن اب ہچکیوں کی زد میں تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان فرہاد اسکندر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے۔

وہ تو محض اس کو تنگ کر رہا تھا اور وہ اس طرح رونے لگے گی ایسا اس کے وہم و گماں میں بھی نہیں تھا۔

"زینہ۔۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔" وہ اسے خود میں بھینچے، اس کی کمر سہلانے لگا۔

زینہ نے اپنا چہرہ ارمغان کے چوڑے سینے میں چھپایا تھا۔ وہ اس کا کالر مٹھیوں میں جکڑ چکی تھی۔

"مجھے لگا تھا۔۔۔ میں نے تمہیں۔۔۔ ہمیشہ کے لیے کھو دیا ہے۔۔۔" وہ سسکیوں کے درمیان کہتی

ارمغان کے دل کی دنیا اٹھل پٹھل کر رہی تھی۔

"شش۔۔۔ کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔۔۔" ارمغان اس کے لرزتے بدن کو سنبھالتا کہہ رہا تھا۔

تب ہی زینہ نے سراٹھایا تھا، اس کی شہد رنگ آنکھوں میں سرخی تیر رہی تھی، وہ اچانک ہی ارمغان کا

گریبان پکڑ کر اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی،

"کیسے رہتی میں تمہارے بنا۔۔۔ بتاؤ؟؟"

ارمغان نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔ بہت نرمی سے اس نے اپنے لبوں

سے اس کے آنسو چنے تھے۔

"میں ہمیشہ تمہارے پاس رہوں گا۔" وہ دھیرے سے کہتا اس کے لبوں پر جھکا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اپنے لب نرمی سے اس کے کانپتے ہونٹوں پر رکھتا وہ اسے خود میں مزید بھیج رہا تھا۔
زینہ اس کے لمس میں کھوتی پر سکون ہونے لگی تھی۔
ارمغان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے دوپٹے کی پن کھولی تھی۔
شفون کا دوپٹہ پھسل کر نیچے گرا تھا، اس کے سنہرے بال آبشار کی طرح کمر پر پھیلے تھے۔
ارمغان نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتا اس کے لبوں پر اپنی گرفت بڑھانے لگا۔
اس کے ہاتھ اب استحقاق سے زینہ کے بدن کے نشیب و فراز کو سراہ رہے تھے۔
زینہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ وہ اس کے لمس میں دھکتی بے خود ہونے لگی تھی۔
ارمغان نے اس کے لب آزاد کیے تھے۔ زینہ مخمور سی نگاہوں سے اسے تک رہی تھی۔
جو سوال ارمغان کی نیلی آنکھوں میں تھا اس کا جواب ان شہد رنگ آنکھوں میں صاف رقم تھا۔
ارمغان نے زینہ کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تھا زینہ کے رد عمل ظاہر کرنے سے پہلے ہی دروازہ پر دستک ہوئی تھی۔

READERS CHOICE

"Oğlum sen iyi misin?"

(بیٹے کیا تم ٹھیک ہو؟)

خمار عشق نانر خان

دریا کی پریشانی میں ڈوبی آواز آئی تھی۔

زینہ نے گھبرا کر ایک قدم پیچھے لیا تھا اور کارپٹ پر پڑا پنڈا وپٹہ تیزی سے سر پر لیا تھا۔
ارمغان اس کے شرم سے لال ہوتے چہرے کو دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔

"Evet anne ben iyiyim."

(جی آنے میں بالکل ٹھیک ہوں۔)

وہ اب انہیں کندھے سے تھامتا کہہ رہا تھا۔

دریا کے چہرے پر بدحواسی رقم تھی۔ وہ ارمغان کا چہرہ ٹول رہی تھیں۔

"ایسے کیسے لفٹ گر گئی؟ ارمغان یہ سب کیا ہو رہا ہے بار بار تمہارے ساتھ؟" وہ اب رو رہی تھیں۔

"آنے۔۔۔ آنے۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔ دیکھیں کچھ بھی نہیں ہوا۔ مجھے۔ بالکل صحیح سلامت کھڑا

ہوں آپ کے سامنے۔" ارمغان انہیں ساتھ لگاتا تسلی دے رہا تھا۔

زینہ گھبرا کر اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مسل رہی تھی۔

ان کے عقب سے فرہاد صاحب بھی گھبرائے ہوئے سے داخل ہوئے تھے۔

خمار عشق نادر خان

"کیا ہوا ہے ار مغان؟ عر شان کی کال آئی تھی۔ ڈاکٹر کو بلوایا کسی نے؟" وہ بے تابی سے ار مغان سے پوچھ رہے تھے۔

"اور کون تھا تمہارے ساتھ لفٹ میں؟" انہوں نے ار مغان سے پوچھا تھا۔

"بابا میں ٹھیک ہوں۔ زینہ تھی میرے ساتھ۔ وہ بھی ٹھیک ہے۔ ان فیکٹ اس نے میرے واسٹلنچیک کر لیے ہیں۔ آئی ایم فائن۔" ار مغان نے رسائیت سے کہا۔

دریا اور فرہاد اب زینہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"تم وہاں کیا کر رہیں تھی؟" دریا نے ابرو اٹھائے اس سے دریافت کیا تھا۔

"جی میں۔۔۔ میں ار مغان سے ملنے گئی تھی۔" زینہ کچھ گڑبڑا گئی۔

"ایسا کیا کام تھا جس کے لیے تم آفس پہنچ گئیں؟" دریا کا لہجہ چھبتا ہوا تھا۔

ار مغان نے چونک کر اپنی ماں کو دیکھا تھا۔

"آنے وہ مجھ سے ملنے آئی تھی۔ ایسا کیا ہو گیا۔"

"گھر کی بہو اگر گھر سے باہر جاتی ہے تو گھر کے کسی بڑے کے علم میں تو ہونا چاہیے۔" فرہاد صاحب نے

سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ شرمندہ سی ہو گئی وہ واقعی بنا کسی سے پوچھے ہی باہر چلی گئی تھی۔

بس نیشا کو اس کی پلاننگ کا علم تھا۔

"آئی ایم سوری مجھے آپ کو انفارم کرنا چاہیے تھا۔" وہ دریا سے کہنے لگی۔

"ہنہ! مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تم جہاں مرضی جاتی پھر لیکن ہمارے گھر کی خواتین بلا وجہ اسکندر

ایمپائر کے چکر نہیں لگاتیں۔" دریا کا لہجہ کافی تلخ تھا۔

ارمغان نے ان کا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں لیا۔

"آنے میں نے بلوایا تھا زینہ کو۔ آپ اس بات پر کیوں ناراض ہو رہی ہیں۔"

وہ زینہ کے چہرے پر سائے لہراتے دیکھ رہا تھا۔ اسے خود بھی دریا کا اس لہجے میں زینہ سے بات کرنا پسند

نہیں آ رہا تھا۔

"ارمغان تم باہر آؤ تمہاری دادی تمہارے لیے پریشان ہو رہی ہیں۔"

فرہاد صاحب اس کا ہاتھ پکڑتے باہر کی جانب بڑھے تھے۔ دریا بھی اس کے شانے پر سر رکھے اس کے

ساتھ ساتھ چل رہی تھی۔

ارمغان چاہ کر بھی زینہ کو نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ دونوں اسے لیے کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ دروازہ کلک کی آواز سے بند ہوا تھا۔

زینہ عجیب چورسی ہوتی صوفے پر گری تھی۔

"ارمغان میرے بچے۔ کیا ہو گیا تھا؟" دادی اوپر کی منزل پر چڑھ نہیں سکتی تھی تو وہ نیچے ہال میں ہی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہی تھیں۔

جب سے عریشان نے کال کر کے سب کو بتایا تھا سب لوگ ہی پریشانی میں تھے۔
ینیشا بھی حیران پریشان کھڑی تھی۔

"بابا آنے میں ٹھیک ہوں۔ اللہ نے اپنا کرم کیا جان بچ گئی۔" ارمغان ان کے پاس بیٹھتا کہہ رہا تھا۔
"شکر ہے۔ شکر ہے رب کا۔" دادی نے جھٹ اس کا ماتھا چوما تھا۔

"آبی؟ بھابی ٹھیک ہیں؟ وہ آپ سے ملنے گئیں تھی نہ؟" ینیشا نے ارمغان سے پوچھا تھا تو دریائے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔

"ہاں گڑیا زینہ بھی ٹھیک ہے۔" ارمغان نے مسکراتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"ارمغان میرا خیال ہے میں ڈاکٹر کو بلوا لیتی ہوں۔ ایسے لاپرواہی برتنا ٹھیک نہیں ہے۔" دریائے فیصلہ کن انداز میں کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان کو مانتے ہی بنی۔

کچھ دیر بعد ان کا فیملی ڈاکٹر پہنچ گیا۔ اس نے ارمغان کے واسٹلنچیک کرنے کے بعد دریا بیگم کو یقین دلایا کہ وہ ٹھیک ہے۔ تب جا کر وہ پر سکون ہوئیں۔

اس سارے قصے میں ارمغان کا دھیان بار بار زینہ کی جانب جارہا تھا۔
ینیشا تو اس سے کمرے میں ہی جا کر مل آئی تھی۔ لیکن زینہ باہر نہیں آئی تھی اور دریا ارمغان کو اندر نہیں جانے دے رہی تھیں۔

اب وہ اپنے ہاتھوں سے اسے سوپ پلا رہیں تھیں۔
"آنے پلیز میں ٹھیک ہوں۔ اب بس بھی کریں۔" ارمغان محبت سے انہیں روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"ہاں آنے ہم بھی آپ کے ہی فرزند ہیں۔ کبھی ہمیں بھی اتنے پیار سے کھلا دیں۔"
التان کی آواز آئی۔ وہ اور عریشان بھی آفس سے گھر پہنچ گئے تھے۔
"السلام علیکم۔" عریشان نے بہ آواز بلند سب کو سلام کیا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"اور بھی عرشان، ہمارا وہ رونی ٹیکسٹائل والا پروجیکٹ کہاں تک پہنچا ہے؟" ار مغان کی طرف سے مطمئن ہو کر فرہاد صاحب نے کاروباری گفتگو شروع کر دی تھی۔

عرشان اور ار مغان ان سے پروجیکٹ کی تفصیلات پر گفتگو کرنے لگے۔

"آنے مجھے آپ کو یہ بتانا تھا کہ کل میں نیشا کو یونیورسٹی لے کر جا رہا ہوں۔" التان نے باتوں باتوں میں دریا کو بتایا۔

"کیوں خیریت؟" دریا نے پوچھا۔

"آنے نیشا بزنس پڑھنا چاہتی ہے۔ میری بھی یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھے۔" التان نے ماں کو بتایا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اچھا ہی ہے۔" دریا نے پیار سے نیشا کو دیکھا تھا۔

نیشا جوان کے رد عمل کا سوچ کر پریشان ہو رہی تھی پر سکون ہوئی تھی۔ التان نے اس کے چہرے پر چھائے سکون کو دیکھ کر ایک مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی۔

ار مغان سب کو خوشگوار ماحول میں چھوڑ کر اپنے کمرے کی جانب آیا تھا۔

زینہ نے کھانا بھی اوپر ہی کھایا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے دریا کے رویے کے بارے میں کچھ کہے۔

خمار عشق نادر خان

لیکن وہ کیا کہتا۔ ماضی میں جو بھی ہوا تھا اس کی وجہ سے وہ اپنا حال بگاڑنا نہیں چاہتا تھا۔
وہ کمرے میں آیا تو زینہ بظاہر کہیں نظر نہیں آئی۔

ارمغان نے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا تھا اور وہ ایک لمحے کے لیے چونک گیا تھا۔
زینہ صرف ہاتھ روب پہنے اس کی الماری میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔

وہ شاید ابھی شاور لے کر نکلی تھی۔ اس کے بھیگے سنہری بال کمر پر پھیلے تھے، وہ پنچوں کے بل اچک کر کچھ
نکال رہی تھی سفید ہاتھ روب کے نیچے اس کی سڈول پنڈلیاں چمک رہی تھیں۔

ارمغان نے سینے پر ہاتھ باندھ کر دروازے کی چوکھٹ سے ٹیک لگائی تھی اور اطمینان سے اس کو نگاہوں
میں بسایا تھا۔

زینہ اپنے دھیان میں ارمغان کا ایک ٹراؤزر اور ٹی شرٹ نکال کر پلٹی تھی اور ارمغان کو یوں کھڑے
دیکھ کر گر بڑا گئی تھی۔

"ارمغان... آئی ایم سوری۔۔۔ وہ دراصل مجھے نیشا سے بار بار ڈریس مانگنا اچھا نہیں لگ رہا تھا تو میں
نے۔۔۔ میں نے تمہارے کپڑے نکال لیے۔۔۔ آئی مین مجھے تم سے اجازت لینا چاہیے تھی۔۔۔
بٹ تم سب کے ساتھ تھے تو۔۔۔" زینہ جھجک رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"مسز! آپ کو اتنا فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب میں پورے پورے آپ کا ہوں۔ تو

میری ہر چیز بھی آپ کی ہے۔"

ارمغان کے جملے پر زینہ کے چہرے پر ایک خوبصورت رنگ آیا تھا۔ وہ جب اپنی باتوں سے اسے ایسے معتبر کرتا تھا تب زینہ کا دل سینے میں الگ ہی شور کرتا تھا۔

"ویسے شاید تم نے نوٹ نہیں کیا۔" ارمغان ایک قدم آگے آیا تھا۔ الماری کے ایک جانب ایک سوٹ کیس رکھا تھا۔

"کس بات کو؟" زینہ نے تجسس سے اسے وہ سوٹ کیس نکالتے دیکھا۔

"ادھر آؤ۔" ارمغان نے سوٹ کیس کھول کر اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔

"یہ تو؟؟؟" زینہ نے اندر سلیقے سے رکھے زنانہ لباس دیکھے۔

"جی۔ تمہارے لیے کچھ چیزیں منگوائی تھیں۔ مجھے اندازا نہیں تھا کہ تم نے دیکھا نہیں ہے اب تک۔"

ارمغان اس میں سے چند کپڑے اگے پیچھے کرتا زینہ کو دکھانے لگا۔

"تم چاہو تو یہ بھی پہن سکتی ہو۔" ارمغان نے زینہ کی طرف لال رنگ کا کچھ بڑھایا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ نے آگے بڑھ کر اسے ار مغان کے ہاتھ سے لیا تھا۔ لیکن جیسے ہی اس نے تہہ کھولی تھی اس کے چہرے پر سرخی چھائی تھی۔

زینہ کے ہاتھ میں ایک سرخ اسٹریپ والی نائٹی تھی۔ اس نے فوراً ہی اسے واپس بیگ میں ڈالا تھا۔ "انسان میں کچھ تو شرم ہونی چاہیے ار مغان۔" زینہ اس سے نظریں ملائے بغیر بولی تھی۔

ار مغان کے گالوں پہ ڈمپل نے اپنی چھب دکھائی تھی۔ "وہ تمہارا ڈیپارٹمنٹ ہے۔"

زینہ نے اس بات پر ار مغان کو ایک گھوری سے نوازا تھا اور اس کے برابر سے ہوتے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی۔ جسے ار مغان نے بہ آسانی ناکام بنایا تھا۔

زینہ کی نازک کلائی اس کی مضبوط گرفت میں آئی تھی اور ار مغان نے اطمینان سے اسے کمر سے تھام کر سینے سے لگایا تھا۔

زینہ کی ہتھیلیاں عرق آلود ہوئی تھیں۔

اس کی پشت ار مغان کے سینے سے لگی تھی اور ار مغان اس کی بھیگی زلفوں میں چہرہ چھپائے اسے خود میں مزید بھینچتا جا رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس کے بالوں سے وہی مسحور کن خوشبو اٹھ رہی تھی جو ار مغان کے ہواسوں پر چھائی رہتی تھی۔

وہ گہرے سانس لیتا زینہ کی گردن کی دائیں طرف ایک قطار میں اپنے لب رکھنے لگا۔

زینہ کے دل کی رفتار ہواسے باتیں کرنے لگی۔

"ویسے تم نے جو ابھی پہنا ہے وہ بھی کافی اچھا ہے مسز۔" اس کا جزبات سے مخمور لہجہ زینہ کو مزید

دہکانے لگا۔

ار مغان کا ہاتھ زینہ کی کمر سے سرک کر اس کے پیٹ تک آیا تھا۔

ہاتھ روب کے ڈھیلے ہونے کا فائدہ اٹھاتا وہ اچانک ہی ہاتھ اندر لے جاتا اس کے پیٹ کی جلد کو اپنی انگلی کی

پوروں سے چھونے لگا۔

زینہ نے گہرا کر آئینہ میں اپنا عکس دیکھا تھا اور یوں خود کو اس کی بانہوں میں قید دیکھ کر وہ خفت سے پیر

کے انگوٹھے تک بلش کر گئی تھی۔

ار مغان کی انگلیوں کی جسارتیں اس سے پہلے ہی زینہ اس کے حصار سے پھسل کر نکلی تھی۔

وہ ٹی شرٹ اور ٹراؤزر سینے سے لگائے ڈریسنگ روم سے راہ فرار اختیار کرتی بیڈ روم میں روپوش ہوئی

تھی۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی۔ وہ اپنے کپڑے نکالتا ساور لینے چلا گیا تھا۔
زینہ تو ڈریسنگ روم کے دروازے سے ٹکی کھڑی تھی۔ اس کی سانسیں متزلزل ہو رہی تھیں اور چہرے
پر حیا کی لالی بکھری تھی۔

جب اسے اطمینان ہو گیا کہ ارمغان نہانے چلا گیا ہے۔ تب ہی اس نے تیزی کے ساتھ کپڑے تبدیل
کیے تھے۔

وہ باتھ روب ڈریسنگ روم میں پھینکتی بیڈ پر کمر ٹراوڑھ کر لیٹ گئی تھی۔ دل کی دھڑکنیں اب بھی بے
ترتیب تھیں۔

ارمغان نہانے نکلا تو گیلیے بال تولیہ سے رگڑتے اس نے بیڈ کی طرف دیکھا جہاں زینہ سر سے پیر تک
کمر ٹراوڑھ کر اس کی نظروں سے چھپ رہی تھی۔
ارمغان کے چہرے پر شرارت رقص کرنے لگی۔

وہ آرام سے چلتا ہوا بستر کے دوسری جانب آیا تھا اور اطمینان سے پھیل کر لیٹنے کے بعد زینہ کا کندھا ہلایا
تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"زینہ پلیز مجھے تھوڑا سا کمفرٹر دیدو۔ تمہیں پتہ ہے کہ میری طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔" ارمان نے مسکین بنتے ہوئے کہا تھا۔

وہ جانتا تھا کہ اس کی رحمدل شیرنی کا دل پسچ جائے گا اور وہی ہوا تھا۔

زینہ نے بنا کچھ کہے، کمفرٹر کا ایک کونہ اسے پکڑ لیا تھا اور خود بستر پر کچھ اور سرک گئی تھی۔

ارمان کو تو یہی چاہیے تھا۔ وہ کمفرٹر میں گھستا زینہ کی پشت کو سینے سے لگا گیا تھا۔

زینہ اس کی پہنچ سے دور جانے کے لئے کنارے کی طرف کچھ اور سرک گئی۔ ارمان بھی اس کے

ساتھ ساتھ سرک گیا۔ اب زینہ کے پاس آگے جانے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کیا کرے کہ ارمان کے پاؤں اس کے پیروں سے رگڑ کھاتے ٹراؤزر کے

پانچوں سے اندر اس کی جلد کو چھونے لگے۔

زینہ کمفرٹر پھینک کر اٹھی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟"

"مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے تم کیوں اٹھ گئی ہو؟" ارمان نے معصومانہ انداز میں سوال کیا۔

"دیکھو ارمان۔" زینہ نے انگلی اٹھاتے وارن کیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"جی ار مغان کی جان۔" وہ اور پھیلا تھا۔

زینہ بلش ہوتی ایک لمحے کے لیے گڑ بڑائی تھی۔ مگر دوسرے ہی لمحے اپنا تکیہ اٹھا کر صوفہ کی طرف بڑھی تھی۔

ار مغان نے اس کی کلائی تھامی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟"

"جب تم اپنی حد میں نہیں رہ سکتے ہو تو میں صوفہ پر سونے جا رہی ہوں۔" زینہ نے تنک کر جواب دیا تھا۔

"حد تو ہمارے رشتہ میں بلا وجہ بن گئی ہے زینہ۔"

"کیا اس دیوار کو گرانے میں تمہاری مرضی نہیں ہے؟" ار مغان نے سوال کیا تھا۔

زینہ اس کی بے باکیوں سے گھبرا گئی تھی، اپنا ہاتھ چھڑوانے کے چکر میں اس نے روانی میں ہی ار مغان کو جواب دیا تھا۔

READERS CHOICE

"ہاں نہیں ہے میری مرضی۔"

ار مغان نے فوراً ہی اس کی کلائی چھوڑی تھی۔

خمار عشق نامر خان

زینہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ٹھیک ہے اب جب تم خود پیش قدمی کرو گی تب ہی ہمارا رشتہ آگے بڑھے گا۔"

ارمغان کے سر دلچے پر زینہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

ارمغان یہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔ اپنا تکیہ اٹھا کر کمرے سے ملحقہ آفس کی جانب جانے لگا تھا۔

زینہ نے پریشان ہو کر اسے آواز دی تھی۔

"تم وہاں کیسے سو گے؟"

"ویسے تو اب تمہیں اس بات کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جسٹ فاریور

انفارمیشن، وہاں ایک عدد صوفہ کم بیڈ موجود ہے۔"

ارمغان نے بنا مڑے اس کی بات کا جواب دیا تھا۔

زینہ شاکڈ ہی رہ گئی تھی کہ یہ صورتحال اچانک کیا سے کیا ہو گئی تھی جبکہ ارمغان نے آفس کا دروازہ بند

کر لیا تھا۔

لاک کی کلک کے ساتھ ہی زینہ کا دل بھی جیسے بند ہو گیا تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ ایک وسیع و عریض عمارت کے سامنے آ پہنچے تھے۔ ماہ نوش اپنی سرمئی چادر سنبھالتی، ولی خان اور محسن خان کے معیت میں چلتی یونیورسٹی کی عمارت میں داخل ہوئی تھی۔

"واہ باباجان! یہاں کی تو یونیورسٹی ہماری حویلی سے بھی بڑی لگ رہی ہے۔" وہ اپنی زمر درنگ آنکھوں میں اشتیاق سموئے ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھی۔

"یہ یہاں کی سب سے بہترین یونیورسٹی ہے نوش۔ ہماری بیٹی کو ہم کسی چھوٹی موٹی جگہ تھوڑی داخل کروائیں گے۔" محسن کے انداز میں مان تھا۔

ولی بھی مسکرا کر ماہ نوش کو دیکھ رہا تھا۔ جس کے چہرے پر آج بہت دن بعد پہلے جیسی خوشی چھلک رہی تھی۔

"نوشی گڑیا آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کس شعبہ میں مزید تعلیم حاصل کرو گی؟" اس نے بہن سے پوچھا تھا۔

"جی لالہ، وہ تو ہم نے پراسپیکٹس دیکھ کر ہی سیلکٹ کر لیا تھا۔" ماہ نوش کی آواز میں کھنک تھی۔

"چلیں بھئی پھر بس ایڈمیشن ڈیپارٹمنٹ چلتے ہیں اور ساری ضروری کارروائی کر لیتے ہیں۔" محسن خان بھی جوش سے کہہ رہے تھے۔

خمار عشق نامر خان

وہ تینوں آگے آگے چل رہے تھے جبکہ ان کے گارڈز ان کے عقب میں کچھ فاصلے پر تھے۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ایڈمیشن آفس میں ضروری دستاویزات مکمل کرنے لگے۔

ماہ نوش وہاں آئے ہوئے باقی لوگوں پر بھی وقتاً فوقتاً نظر ڈال لیتی تھی۔

تب ہی اس کی نظر ایک جوڑے پر پڑی تھی۔ وہ لڑکی اس کی ہم عمر ہی لگ رہی تھی۔

وہ ایک گھنگریالے بالوں والے لڑکے کے ساتھ تھی۔ ذرا غور کرنے پر ماہ نوش کو اندازہ ہوا کہ وہ اس

لڑکی کا شوہر ہے۔ وہ لڑکی سر پر سلیقے سے دوپٹہ جمائے کچھ کنفیوژ سی لگ رہی تھی۔

"التان مجھے نہیں لگ رہا کہ میں یہ کر پاؤں گی۔" نیشا اتنی بڑی یونیورسٹی دیکھ کر زروس ہو رہی تھی۔

چچی نے اس کو گورنمنٹ کالج سے انٹر تو کرنے دیا تھا لیکن نیشا بہت کم کالج جا پاتی تھی۔

وہ ایک طرح سے پرائیوٹ ہی پڑھی تھی اور گھر کی چار دیواری میں کام کاج کرتے ہی اپنے روز و شب

گزارتی تھی۔

ایسے میں شہر کی سب سے اچھی یونیورسٹی میں وہ اتنے بولڈ اور کونفیڈنٹ لڑکے لڑکیوں کو دیکھ کر گھبرا

رہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

"التان کی جان! مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔ تم کر سکتی ہو۔" التان اس کا اعتماد بحال کرتا فارم بھر رہا تھا۔

ماہ نوش کو وہ لڑکی اپنی اپنی سی لگی۔ وہ بھی اتنی بڑی جگہ اور شہر کو دیکھ کر نروس تھی لیکن لالہ اور بابا کے سامنے اظہار نہیں کر رہی تھی۔

"نوشی! ادھر آؤ۔"

"جی لالہ۔"

"یہ ہاسٹل کے کمرے کی چابی ہے۔ آؤ تمہیں ہاسٹل بھی دکھا دیں۔"

ولی ماہ نوش کو لے کر ہاسٹل کی عمارت کی طرف چل پڑا تھا۔ محسن خان وہاں اپنے ایک جان پہچان کے پروفیسر سے ملنے چلے گئے تھے۔

"نوشی کی سالگ رہا ہے اب تک؟" ولی نے بہن سے دریافت کیا تھا۔

"لالہ کافی اچھی جگہ لگ رہی ہے۔" ماہ نوش نے پر جوش انداز میں کہا تھا۔ پھر وہ ایک قدم آگے لیتے رکی تھی۔

"لالہ کیا میں زینہ آپ سے مل سکتی ہوں؟" جھجکتے ہوئے اپنی بات کہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں خود ابھی زینہ کے شوہر سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ میں زینہ کو بتا دوں گا کہ تم کہاں ہو۔ وہ تم سے رابطہ کر لے گی۔"

ولی نے کہا تو ماہ نوش کو تھوڑا بہتر محسوس ہوا۔

وہ ایک انجان شہر تھا لیکن کم از کم اس بات کی تو تسلی تھی کہ اس کی بہن بھی یہیں تھی۔

صبح ار مغان خاموشی سے آفس کے لیے تیار ہوتا رہا۔ زینہ نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر وہ اسے نظر انداز کرتا سنگھار میز کے سامنے جا کر بال بنانے لگا۔

زینہ بیڈ پر بیٹھ کر کن اکھیوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی جس کا وجیہہ سراپا آئینہ میں صاف نظر آ رہا تھا، وہ اب اطمینان سے اپنے اوپر پر فیوم چھڑک رہا تھا۔

زینہ نے گہری سانس لیتے اس خوشبو کو اپنے اندر اتارامسک اور اودھ کی آمیزش والی یہ مہک بہت مسحور کن تھی۔

وہ اسے مخمور نگاہوں سے دیکھتی رہی لیکن یہ پہلی بار تھا کہ ار مغان نے اسے ایک بار بھی مخاطب نہیں کیا تھا۔

خمار عشق نائر خان

مخاطب کرنا تو دور کی بات تھی وہ تو اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ وہ بنا کچھ کہے ہی اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر نکل گیا تھا۔

زینہ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔ اتنے دن میں اسے ار مغان کی توجہ کی عادت ہو گئی تھی۔ وہ زبان سے کچھ نہیں بھی کہتا تھا تو بھی زینہ کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتا تھا۔ آج اس نے یکسر ہی اسے نظر انداز کر دیا تھا۔

زینہ کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔ وہ دھیان بٹانے کے لیے اپنے سنہری بالوں میں برش پھیرتی انہیں سلجھانے لگی۔

ذہن میں اچانک ہی کل رات کا منظر گھوما تھا جب ار مغان نے اپنا چہرہ اس کے بالوں میں چھپایا تھا، ایک دھیمی سی مسکان اس کے لبوں پر ٹھہری تھی۔

وہ اٹھ کر ڈریسنگ روم میں آئی تھی۔ اور کپڑوں کا بیگ کھول کر دیکھا تھا۔

کافی ساری چیزیں تھی، کئی طرح کے لباس تھے۔ ہر لباس جدید تراش خراش اور خوش رنگ طرز کا تھا۔ زینہ ار مغان کی پسند کی داد دیے بغیر نہ رہ سکی۔

READERS CHOICE

خمار عشق ناز خان

وہ مزید چیزیں دیکھنے لگی۔ کپڑوں کے ساتھ وہ اس کے لیے تین سینڈلز کی جوڑیاں بھی لایا تھا۔ اسے جیسے اندازا تھا کہ زینہ کی پسند کیسی تھی۔

زینہ مسکرا کر سفید رنگ کی سینڈلز پاؤں میں پہن کر دیکھنے لگی۔ ابھی وہ مسکرا رہی تھی کہ اس کی نظر ایک اور چیز پر پڑی تھی۔ زینہ کا چہرہ شرم سے لال ہوا تھا۔
"یہ آدمی سدھر نہیں سکتا۔"

زینہ نے ان چیزوں کو مزید اندر کرنے کی کوشش کی تھی۔ تب ہی اس کے ہاتھ میں ایک نرم سا کپڑا آیا تھا۔ زینہ نے احتیاط سے اسے باہر نکالا تو اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ ٹھہر گئی۔ تقریباً ہر ڈریس کے رنگ کی میچنگ کے حجاب تھے۔ ار مغان کو معلوم تھا کہ وہ جب بھی باہر جاتی ہے اسکا رف یا چادر ضرور لیتی ہے تب ہی اس نے اس کے کپڑوں کے ساتھ ہم رنگ حجاب بھی لیے تھے۔ زینہ نے ایک سرمئی رنگ کا شلوار قمیض نکالا اور تیار ہونے چلی گئی۔

کچھ دیر بعد وہ تھوڑا ہچکچاتی کمرے سے باہر آئی۔ پتہ نہیں کیوں اسے ایسا لگتا تھا کہ ار مغان کے والدین اس سے ناراض تھے، شاید اس کی وجہ ان کا اچانک نکاح تھا۔

خمار عشق نانر خان

اس کے اپنے والدین اور آغا صاحب بھی تو اسی بات پر ناراض تھے۔ گھر والوں کی یاد اچانک ستانے لگی تھی۔ زینہ سوچوں میں گم لاؤنج میں آئی تھی۔

اس کا ارادہ تھا کہ وہ نیشا کے ساتھ تھوڑی باتیں کر لے گی۔ وہ وہاں دریا اور ار مغان کی دادی کو دیکھ کر چونکی تھی۔

"السلام علیکم" زینہ نے انہیں دیکھ کر سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" دادی نے جواب دیا تھا۔

البتہ دریائے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"آؤ بیٹھو زینہ۔" دادی کے بلانے پر زینہ ان کے نزدیک ہی کاؤچ پر بیٹھ گئی۔

"تم کل کمرے سے باہر کیوں نہیں آئی تھیں؟" دادی نے پوچھا تو زینہ پرزل ہو گئی۔

"وہ۔۔۔ میں۔۔۔" اس کے پاس کوئی معقول جواز نہیں تھا سوائے اس کے کہ وہ خود کو گھر کا فرد نہیں سمجھ رہی تھی۔

"جب گھر کے سب لوگ جمع ہو کر بیٹھے ہوں تو تمہیں بھی آنا چاہیے۔ آخر کو تم گھر کی بڑی بہو ہو۔"

دادی نے رسائیت سے کہا تو زینہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"جی دادی میں آئندہ خیال رکھوں گی۔"

"ہیم! اچھی بات ہے۔ دریا تم اپنی بڑی بہو سے میٹھا کب بنواؤ گی؟" دادی نے دریا کو دیکھتے سوال کیا تھا۔

دریا زینہ کو غور سے دیکھنے لگیں۔

اس نے سلیقے سے سر پر دوپٹہ لیا ہوا تھا، چہرے پر معصومیت کے ساتھ ساتھ ایک امید تھی۔
دریا کو یاد آیا تیس سال پہلے وہ بھی ایسی ہی امید بھری نگاہوں سے فرہاد کی والدہ کو دیکھا کرتی تھیں۔
فرہاد اور ان کی شادی بھی تو کچھ ایسے ہی حالات میں ہوئی تھی جیسے کہ ارمغان اور زینہ کی۔
"ٹھیک کہہ رہی ہیں امی آپ۔ میرے ذہن سے نکل ہی گیا۔" دریا نے جواب دیا۔
"ہاں نیشا نے تو اپنی پسند سے وہ بنایا تھا۔۔۔ کیا تھا بھلا سا سو یوں کا میٹھا۔۔۔" دادی نے کچھ توقف سے
کہا، "ہاں، کنافہ۔"

"ہاں زینہ۔ کیا تمہیں کچھ بنانا آتا ہے میٹھا وغیرہ؟ ورنہ زینت سے مدد لے کر بنالو۔" دریا نے پہلی بار براہِ راست زینہ کو مخاطب کیا تھا۔
زینہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"آنٹی میں کھانا بنا لیتی ہوں۔ مجھے مٹن کڑاھی اور غونزانی بنانا آتا ہے۔" زینہ پر جوش ہو گئی۔

"یہ غونزانی کیا ہے بھلا؟" دادی نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔ دریا بھی زینہ کو ہی دیکھ رہی تھیں۔

"یہ ایک خاص طرح کا بسکٹ ہوتا ہے۔ گڑ اور میوے سے بنتا ہے۔ ہمارے یہاں کی سوغات ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ بناؤ جو دل کرتا ہے۔" دادی نے کہا۔

"نہیں زینہ، تم دو دو چیزیں ایک دم مت بناؤ۔ آج میٹھا بنا لو۔ یہ مٹن کڑاھی کسی اور دن بنا لینا۔" دریا اپنی فطری نرم مزاجی کے باعث ٹوک گئیں۔

"جی آنٹی۔ جیسا آپ کو مناسب لگے۔" زینہ نے فرمانبرداری سے کہا۔

"وہ۔۔۔ مجھے نیشا نہیں نظر آرہی تھی صبح سے۔" آخر کار زینہ نے پوچھ ہی لیا۔

"وہ تو التان کے ساتھ گئی ہے اپنے ایڈمیشن کے لیے۔" دریانے اسے بتایا پھر وہ ایک کال پر مصروف ہو گئیں۔

زینہ دادی سے پوچھ کر کچن میں آگئی، زینت بی دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں فوراً اس کے پاس آئیں۔

"کیا کھائیں گی بی بی؟ چائے بنا دوں؟"

خمار عشق نادر خان

"نہیں زینت بی۔ میں میٹھا بناؤں گی۔" زینہ نے کچھ شرمائے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

دوپہر کے کھانے تک غونزاخی بھی تیار ہو گئے تھے۔ زینہ نے ان کو بہت پیارے ڈیزائن میں بنا کر گھی میں تلا تھا۔

وہ پلیٹ میں سجا کر باہر آئی تھی۔

اسکندر مینشن میں دوپہر میں کھانے کا اس طرح سے اہتمام نہیں کیا جاتا تھا جیسے رات میں۔ کیونکہ ابھی سب آفس میں ہی ہوتے تھے۔

آج نیشا بھی نہیں تھی۔ دریا نے زینہ کو یہی کہا کہ وہ میٹھارات میں سرو کرے جب سب ہوں۔
زینہ ابھی فریش ہونے کمرے میں ہی جارہی تھی کہ ایک ملازمہ اس کے پاس آئی۔

"زینہ بی بی! آپ کے لیے ارمغان صاحب نے گاڑی بھجوائی ہے۔"

"ارمغان نے؟" زینہ کا چہرہ اچانک کھل اٹھا تھا۔ اچھا ڈرائیور سے کہو پندرہ منٹ انتظار کرے۔
زینہ تیر کی طرح اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔

ارمغان کے لیے خود کو سنوارنا جو تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس نے تیزی سے ایک لیمن یلو کلر کا جوڑا نکالا تھا۔ اس پر سیاہ کڑھائی کی گئی تھی۔ لانگ اسٹریٹ شرٹ کے ساتھ پلاز و تھا۔ زینہ نے ہم رنگ حجاب سے اپنے بال چھپائے اور سیدھی دریا کے کمرے کے باہر پہنچی تھی۔

"آنٹی۔۔ وہ ارمان نے ڈرائیور بھیجا ہے کیا میں باہر چلی جاؤں؟" وہ کمرے کے دروازے پر دستک دیتی پوچھ رہی تھی۔

دریا کوئی میگزین پڑھ رہی تھیں۔

"آف کورس جاؤ۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس بتا کر چلی جایا کرو۔" وہ کہتی دوبارہ پڑھنے لگیں تھیں۔

زینہ اپنی مسکراہٹ کو قابو میں کرتی گاڑی میں آ بیٹھی تھی۔

صبح ارمان کی ناراضگی دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوئی تھی۔

اب کم از کم اس سے ایکسکیوز تو کر لے گی کہ وہ کل رات اس کی بات پر دھیان نہیں دے رہی تھی۔

پتہ نہیں کیوں اتنا اہم تھا کہ ارمان کا دل اس کی جانب سے صاف رہے۔

خمار عشق نادر خان

"بظاہر ابھی بہت سے سوالات کے جوابات ملنا باقی تھے لیکن وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا شوہر اس سے بدگمان رہے۔

گاڑی ایک کینے کے سامنے رکی تھی۔ زینہ پر اعتماد انداز میں عمارت میں داخل ہوئی تھی۔ اس کی نظریں ار مغان کو تلاش کر رہی تھیں لیکن داہنی طرف میز پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر وہ دیوانہ وار دوڑی تھی۔

"لالہ !!

ولی نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

زینہ کی شہد رنگ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"لالہ آپ یہاں؟ کیسے ہیں آپ لالہ؟" زینہ کی آواز فرطِ جذبات سے کانپ رہی تھی۔

"زینہ! کیسی ہے میری بہن؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں لالہ۔ گھر میں سب کیسے ہیں؟" زینہ کا دل ماں باپ کے لیے تڑپ رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"سب ٹھیک ہیں۔ بلکہ ایک خوشخبری ہے۔ نوشی بھی شہر پڑھنے آگئی ہے۔" ولی نے خوشی سے بتایا تو زینہ کو بھی خوشگوار حیرت ہوئی۔

وہ دونوں اب میز پر آمنے سامنے بیٹھ گئے تھے۔ زینہ کے چہرے پر بھائی کو دیکھ کر اطمینان چھلک رہا تھا۔ "آج اس کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن کروادیا ہے وہ یہاں ہاسٹل میں ہی رہے گی۔ تم ملنے جانا اس سے زینہ۔" ولی نے زینہ کو ہاسٹل کا نمبر لکھوایا تھا تاکہ وہ ماہ نوش سے رابطہ کر سکے۔

"جی لالہ۔ بہت اچھا فیصلہ کیا آپ لوگوں نے نوشی کو شہر بھیج کر۔ بھابی کیسی ہیں؟" "ارزش بھی ٹھیک ہے۔ اس نے تمہارے لیے کچھ بھیجا ہے۔" ولی نے زینہ کے ڈاکیو منٹس کا فولڈر اسے دیا۔

"یہ کیا ہے لالہ؟" زینہ نے فولڈر کھولا اور اپنے شناختی کارڈ، پاس پورٹ اور ڈگری وغیرہ دیکھ کر وہ ارزش کی مشکور ہوئی۔

"بہت شکریہ لالہ۔"

پھر کچھ لمحے ٹھہر کر زینہ نے ولی کو مخاطب کیا۔

"لالہ آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں؟ ارمغان کی وجہ سے؟"

خمار عشق ناز خان

ولی نے تڑپ کر اسے دیکھا تھا۔

"میں اس انسان کی وجہ سے تم سے کیوں ناراض ہوں جس نے بھرے جرگے میں ہماری لاج رکھی تھی۔" زینہ حیرت سے ولی کو دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب لالہ؟ کیا ہوا تھا اس دن؟" زینہ کا دل سینے میں شور کرنے لگا تھا۔

"زینہ، اس دن اس خبیث گلشیر خان اور اس کے بیٹے جہانگیر خان نے انتہائی گری ہوئی مانگیں رکھی تھیں۔" ولی نے بات کا آغاز کیا۔

"لالہ میں یہ جانتی ہوں کہ اس رات منصور خان نے کیا کیا تھا۔" زینہ نے قدرے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

ولی کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ اس نے سر کے اشارے سے زینہ کو منع کیا تھا کہ وہ اپنا جملہ مکمل نہ کرے۔

دونوں بہن بھائی کی آنکھوں میں دکھ اور ملال کے رنگ تھے۔

ماہ نوش ان کی سگی بہن نہیں تھی لیکن ان دونوں نے ہمیشہ اسے اپنی سگی بہن ہی سمجھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

اس رات ماہ نوش کی عزت پر ہاتھ ڈالا گیا تھا۔ ولی اور زینہ اس بات کو سوچ کر ہی کانپ جاتے تھے کہ منصور اپنی حرکت میں کامیاب ہو جاتا تو کیا ہوتا۔

"زینہ، ار مغان اسکندر نے نہ صرف تمہیں جہانگیر سے وئی ہونے سے بچایا بلکہ نوشی کی منگنی بھی ختم کرنے میں ہماری مدد کی۔ وہ سب ثبوت ساتھ لایا تھا۔ جرگہ والوں نے جب دیکھا کہ تم پہلے سے ہی شادی شدہ ہو تو ان کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔" ولی کی آواز پر زینہ کے ہو اس سن ہوئے تھے۔

کیا اس لئے ار مغان نے یہ سب کیا تھا؟

وہ مجھے بچا رہا تھا؟

زینہ ولی کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"منصور کے خلاف بھی وہ ثبوت لایا تھا۔ مجھے تو اس نے ایک رات پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ ہماری مدد کے لیے پہنچ جائے گا۔ لیکن میں نے مصلحت کے تحت کسی سے ذکر نہیں کیا تھا۔"

ولی مزید کہہ رہا تھا اور زینہ شرمندگی سے زمین میں گڑتی جا رہی تھی۔

کیا کچھ نہیں سنایا تھا اس نے ار مغان کو۔

خمار عشق نادر خان

"گلشیر خان کے آدمی اتنا گر گئے تھے کہ واپسی پر ہم پر فائرنگ بھی کی تھی۔ وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار تھے۔"

ولی نے بتایا تو زینہ کو فارم ہاؤس سے واپسی کا سفر یاد آیا۔ ان پر بھی تو حملہ ہوا تھا تو اس کا مطلب وہ حملہ بھی گلشیر خان نے کروایا تھا !

تو اسی لئے ار مغان نے اتنی جلد بازی میں مجھ سے نکاح کیا تھا؟
اسے ڈر تھا کہ وہ لوگ سچ جان گئے تو مجھے اور ماہ نوش دونوں کو نقصان پہنچائیں گے؟
زینہ کو سب سمجھ آتا جا رہا تھا۔

ار مغان اسکندر شروع سے ہی اس کا محافظ بن کر اس کے ساتھ تھا۔
بس وہ اسے یہ سب بتا نہیں پایا تھا۔

لیکن وہ بھی تو اس سے بدگمان تھی! کاش وہ اسے ایک موقع ہی دیتی۔
زینہ کا ذہن تیزی سے دوڑ رہا تھا۔

لیکن لالہ۔۔۔ آپ ابھی یہاں۔۔۔ مجھے تو ار مغان نے بلوایا تھا؟ "زینہ کو جیسے یاد آیا۔
"ہاں میں نے اسے کال کیا تو اس نے کہا تمہیں بلوا دیتا ہے ملنے کے لیے۔" ولی نے بتایا۔

خمار عشق نادر خان

"سچ پوچھو زینہ تو جب مجھے ایک انجان آدمی نے فون پر کہ وہ تمہارا شوہر ہے تو میرا خون کھول اٹھا تھا۔" ولی نے کہا تو زینہ ہولے سے کپکپائی تھی۔

"لیکن جو اگلی بات اس نے کی تھی وہ تمہاری حفاظت اور عزت کی تھی۔" ولی نے اپنی بات جاری رکھیں۔

"میرے دل نے گواہی دی کہ یہ انسان غلط نہیں ہے۔ اس دن میں اپنی دونوں بہنوں کی عزت بچانے کے لیے اپنی جان دینے کو بھی تیار تھا لیکن اللہ نے ہمیں بچانے کا انتظام کر دیا تھا۔۔۔" ولی کی آواز میں غصہ اور شکر گزاری دونوں ہی شامل تھے۔

زینہ سر جھکائے سنتی رہی۔

اب اس وقت وہ ولی کو کیا بتاتی کہ جب ار مغان اسکندر نے اس کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا تب تو اس کا اس سے کوئی رشتہ بھی نہیں تھا!!

زینہ نے سوچا کہ فی الحال ولی کے علم میں یہ سچائی لانا ضروری نہیں کہ ار مغان سے اس کا نکاح ترکی میں نہیں ہوا تھا۔

اس بات سے اب کچھ فرق نہیں پڑتا۔

خمار عشق نادر خان

ولی کے دل میں ارمغان کے لیے جو عزت تھی کہیں وہ کم ہو جاتی یا وہ غصہ میں آکر وہ زینہ کو ارمغان سے دور لے جاتا تو؟

اب سچائی جاننے کے بعد اپنے شوہر سے دور تو وہ رہ نہیں سکتی تھی۔
اسے ارمغان سے ملنا تھا !

"لالہ مجھے گھر چلنا چاہیے۔" زینہ نے بہ مشکل کہا تھا۔

"ہاں زینہ، اب تم واپس جاؤ۔ گھر والوں کی فکر نہ کرو۔ دھیرے دھیرے ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔
پھر تم اور ارمغان آکر ان سے معافی مانگ لینا۔"

ولی نے کہا تو ایک بار پھر زینہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

"سب مان جائیں گے نہ لالہ۔ مجھے اماں اور بابا کی یاد بہت ستاتی ہے؟"

ولی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"مان جائیں گے۔ بس ان کو تھوڑا وقت دو۔ وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم یہاں اپنی نئی
زندگی پر دھیان دو۔"

ولی کہتے کر سی سے اٹھ گیا تھا۔ وہ زینہ کو گاڑی تک چھوڑنے آیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

زینہ دیر تک ہاتھ ہلا کر ولی کو الوداع کرتی رہی تھی۔

جب ولی نظروں سے اوجھل ہوا تو زینہ کے ذہن پہ ایک ہی انسان کی شبیہ ابھرنے لگی تھی۔

ارمغان فرہاد اسکندر!

زینہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پر لگا کر اپنے شوہر کے پاس پہنچ جائے۔

اس نے دستی گھڑی میں وقت دیکھا۔ شام کے سات بج چکے تھے۔ ارمغان عموماً آٹھ بجے سے پہلے گھر واپس آ جاتا تھا۔

زینہ کی بے چینی بڑھنے لگی۔

وہ جلد از جلد ارمغان سے ملنا چاہتی تھی۔

گاڑی تار کول کی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔ مغرب کا وقت تھا۔ ڈرائیور مستعدی سے گاڑی چلا رہا تھا۔

زینہ اسکندر لیمن یلورنگ کے جوڑے میں پچھلی سیٹ پر براجمان تھی۔

وہ ہر تھوڑی دیر کے بعد بے چینی سے پہلو بدل لیتی، اس کی شہد رنگ آنکھوں میں بے قراری صاف نظر آرہی تھی۔

خمار عشق نامر خان

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ بس پلک جھپکتے ہی وہ اس وقت اس انسان کے سامنے پہنچ جائے جو اس کے سر کا سا بن تھا۔

جسے آج تک وہ غلط سمجھتی آئی تھی۔

جس کے لیے اس کا دل نہ جانے کب سے دھڑک رہا تھا۔

زینہ ار مغان اسکندر اپنے شوہر کی محبت کے آگے اپنا دل ہار بیٹھی تھی !

زینہ کے ذہن میں ان کے نکاح کا دن ایک فلم کی مانند چل رہا تھا۔

لالہ نے بتایا تھا کہ اس صبح جرگہ میں زینہ کی قسمت کا فیصلہ کیا جانے والا تھا !

وہ زینہ اکرم خان سے ایک ونی بننے والی تھی !!

زینہ کی آنکھوں کے گوشے نم ہوئے تھے۔

اس کا تو اس قصے سے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا۔

صرف اس لیے کہ ولی خان، اس کے لالہ پر منصور خان کو زخمی کرنے کا الزام تھا وہ لوگ اتنے بے خوف

اور بے حس ہو گئے تھے کہ اس کے بارے میں اپنی گھٹیا مانگ رکھی تھی۔

زینہ سلگ اٹھی تھی۔

خمار عشق نادر خان

اس کے ہی نہیں بلکہ ماہ نوش کے بارے میں بھی !!

اسے یاد آیا کہ ار مغان اسکندر اس دن کتنے غصے میں تھا۔

وہ اسے بھیڑیوں کے چنگل سے بچانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا اور زینہ اسی کو غلط سمجھتی رہی۔

ولی نے یہ بھی کہا تھا کہ ان کی گاڑی پر گولیاں چلائی گئیں تھی !

یعنی وہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر بھی اسے بچا رہا تھا !

زینہ کو عجیب سی شرمندگی ہوئی۔

اس دن اس نے ار مغان کو کیا کچھ نہیں سنایا تھا،

اپنے الفاظ کی بازگشت اس کے ذہن میں گونجنے لگی۔

"کس قدر گھٹیا انسان ہو تم ار مغان اسکندر!"

زینہ کو یاد آیا تھا کہ وہ فارم ہاؤس کے کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر اس کا گریبان جکڑ گئی تھی۔ کیا کہا تھا تب

اس نے۔۔۔

"تم نے سوچا بھی کیسے کہ میرے ساتھ پھولوں کی سیج سجاؤ گے؟"

کیا سوچا ہو گا اس وقت ار مغان نے اس کے بارے میں۔۔۔۔

خمار عشق نامر خان

وہ اسے اس وقت بھی نرمی سے سمجھانا چاہتا تھا۔ مگر تب زینہ نے اسے موقع ہی کہاں دیا تھا۔
وہ تو اس کے کردار پر انگلی اٹھا گئی تھی۔

"کیا یہ تسلیم کروں کہ جس انسان کی میں نے جان بچائی تھی وہ اتنا گھٹیا اور کمینہ ہے کہ اپنی ہوس پوری کرنے کے لئے مجھ سے زبردستی نکاح کر چکا ہے۔"
زینہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکی کا گلا گھونٹا تھا۔
آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو وہ روک نہیں پائی تھی۔
تب ہی گاڑی اسکندر مینشن کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی تھی۔
زینہ نے بے دردی سے اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے چہرے پر آئے آنسو صاف کیے تھے۔
وہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتی اندر بھاگی تھی۔

زینہ دوڑتی ہوئی اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔
اتنی دیر سے جو بندھ خود پر باندھ رکھا تھا وہ ٹوٹا تھا۔
"کیوں کہا تھا میں نے وہ سب؟" وہ چہرے پر ہاتھ رکھتی اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

اس کے شفاف دل کو یہ گلٹ کچو کے لگا رہا تھا کہ وہ اپنے ہی مسیحا کو الزام دیتی آئی تھی !
زینہ کی رو رو کر ہچکیاں بندھ گئیں تھی۔

وہ نہ جانے کب تک ایسے روتی رہتی مگر باہر سے کوئی دروازہ بجا رہا تھا۔

"زینہ بھابی؟ آپ اندر ہیں؟ آجائیں ڈنر کر لیں۔" نیشا کی آواز پر زینہ نے سر اٹھایا تھا۔

وہ لوگ واپس آچکے تھے؟

پھر ار مغان بھی آیا ہوگا؟

زینہ پھرتی سے اٹھی تھی۔ وہ کمرے سے باہر جانے ہی والی تھی کہ اسے اپنا آپ آئینہ میں نظر آیا۔

سرخ متورم چہرہ اور سوجی ہوئی آنکھیں! ایسے تو سب کے سامنے نہیں جاسکتی تھی وہ۔

اس نے آواز کو نارمل کرتے جواب دیا تھا۔

"نیشا میں پانچ منٹ میں آتی ہوں۔"

"اوکے بھابی۔" نیشا کہتی شاید واپس چلی گئی تھی۔

زینہ نے حجاب کی پن نکال کر دراز میں رکھیں۔ خود باتھ روم میں جا کر چہرے پر ٹھنڈے پانی کے

چھپا کے مار کر اپنا حلیہ ٹھیک کیا۔ پھر سلیتے سے دوپٹہ سر پر اوڑھ کر باہر آئی۔

خمار عشق نادر خان

دریا اور ینیشا ڈائینگ روم میں میز پر کھانا لگوا رہی تھیں۔

"آگئیں بھابی! جلدی آجائیں آج قیمہ کر لے بنے ہیں۔ آپ نے بتایا تھا کہ آپ کو بہت پسند ہیں۔"

ینیشا نے گرم جوشی سے کہا تھا۔ دریا نے کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔

کچھ دیر میں سب لوگ میز پر پہنچ چکے تھے۔

"زینہ تم بھی بیٹھو۔" دادی نے اسے میز کے پاس کھڑے دیکھ کر ٹوکا تھا۔

زینہ کا سارا دھیان اس بات پہ تھا کہ عرفشان اور التان کے ساتھ اسے اب تک ارمغان نظر نہیں آیا تھا۔

وہ دادی کے ٹوکے پر کرسی پر ٹک گئی۔

سب اپنی پلیٹوں میں کھانا نکالنے لگے۔

کوئی ارمغان کے بارے میں پوچھ ہی نہیں رہا تھا۔

کچھ ہچکچاہٹ کے بعد زینہ نے التان کو مخاطب کیا تھا۔

"التان، ارمغان کہاں پر ہیں؟ کسی میٹنگ میں مصروف ہیں کیا؟"

زینہ کے سوال پر سب نے اسے تعجب سے دیکھا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"بھابی، آبی تو ترکی گئے ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم؟"

التان کی بات سن کر زینہ اسٹل ہوئی تھی۔

"جب تم باہر گئی تھی تو وہ آیا تھا اپنا سامان لینے۔ مجھے لگا کہ تم دونوں ساتھ میں ہی ہو باہر۔" دریا نے کہا تو

زینہ نے انہیں سپاٹ چہرے سے دیکھا تھا۔

اس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔

"ارمغان اس سے ملے بغیر ہی چلا گیا تھا!"

زینہ کو اپنی سماعت پر شک گزرا۔

"کیا وہ اس سے اتنا ناراض ہو گیا تھا؟"

زینہ کے دل میں چبھن سی ہوئی۔

"بھابی آنے بتا رہی تھیں کہ آپ نے آج میٹھا بنایا ہے۔" عریشان کی آواز پر زینہ نے خالی خالی نگاہوں

سے دیکھا تھا۔

READERS CHOICE
(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

خمار عشق نادر خان

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں <https://ezreaderschoice.com>

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

خممار عشق نانر خان

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"کیا سچ بھابی پلیز ہمیں بھی کھانا ہے۔" نیشا چہکی تھی۔

"چلو پہلے کھانا تو کھالو۔ زینہ کچھ نکالو پلیٹ میں۔ کب سے خالی پلیٹ لے کر بیٹھی ہو۔" دادی نے اس کے سامنے سالن کا ڈونگا کیا تھا۔

نیشا نے بھی جلدی سے روٹی زینہ کی جانب بڑھائی۔

زینہ نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی تھی۔

سب کھانا کھانے لگے۔ ساتھ ساتھ ادھر ادھر کی باتیں بھی کر رہے تھے۔

زینہ بمشکل نوالے حلق سے اتار رہی تھی۔

کچھ دیر کے بعد زینت بی بیٹھے کی ڈش لے آئیں تھیں۔

خمار عشق نادر خان

"یہ کیا ہے بھابی؟" التان نے ایک بسکٹ اٹھائے پوچھا تھا۔

"یہ غونزانی ہے۔ ایک خاص طرح کا بسکٹ ہے جو شادی کے بعد بناتے ہیں۔ ویسے تو یہ لڑکی والے بناتے ہیں لیکن وہ یہاں ہیں نہیں تو۔۔۔" زینہ کے لہجے میں اداسی تھی۔

ارمغان کی غیر موجودگی کا سن کر گھر والوں کی یاد اور بھی شدت سے آنے لگی تھی۔ ویسے بھی ولی سے ملنے کے بعد اس کے دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔

"انٹر سٹنگ!" التان نے اس کی خوبصورت ساخت پر تبصرہ کیا تھا۔

"تم اس کی شکل ہی دیکھتے رہو بیٹا! ہم تو کھا کر بتائیں گے۔" عریشان نے فوراً ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے منہ میں رکھا تھا۔

"ہیم اوہ واؤ۔ میں نے ایسی چیز پہلے کبھی نہیں کھائی۔

عریشان نے کہا تھا۔

التان اور نیشا بھی تائید میں سر ہلانے لگے۔

فرہاد، دریا اور دادی نے بھی خاموشی سے میٹھا چکھا تھا۔

"ویسے اچھا کیا آپ نے منہ میٹھا کر وادیا۔ آج نیشا کا ایڈمیشن بھی ہو گیا ہے۔"

خمار عشق نادر خان

التان خوشی سے زینہ کو بتانے لگا۔

"ہاں بھابی! میں اسلام آباد کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں بزنس پڑھوں گی۔ مجھے تو خود یقین ہی نہیں آرہا ہے۔" نیشا کی آواز میں خوشی کی کھنک تھی۔

"کیوں نہیں آرہا بیٹا! ہماری بہو کسی سے کم تھوڑی ہے۔" فرہاد صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے فخر سے کہا تھا۔

نیشا کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آئے تھے۔ وہ اب تک ان محبتوں کی عادی نہیں ہوئی تھی۔

التان نے اس کو رونے کی تیاری پکڑتے دیکھا تو موضوع تبدیل کرنے کی کوشش کی۔

"ویسے آبی نے مس کر دیا۔ اتنا اچھا میٹھا۔" وہ مزید تین چار بسکٹ اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ارمغان تو شام کو ہی کھا چکا ہے۔" دریا کی آواز پر زینہ نے چونک کر انہیں دیکھا تھا۔

"ہیں؟ یہ کیسے؟" التان نے پوچھا تھا۔

"بھئی جب وہ آیا تھا، سامان لینے تو تمہاری آنے نے کہا اسے کہ تمہاری بیوی نے بنایا ہے کچھ کم از کم چکھ کر جاؤ۔" دادی نے اطمینان سے کہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کے چہرے پر فوراً ہی مسکراہٹ آئی تھی۔

یہ خیال ہی اس کے وجود کو تپتے صحرا سے کھینچ لایا تھا کہ وہ اس گھر میں اس کے ہاتھ کی بنی پہلی ڈش چکھ چکا ہے۔

اتنا اہم ہو گیا تھا وہ انسان کہ صرف یہ بات ہی اس کے دل پر پھوار برسانے لگی تھی۔

التان نیشا کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے کمرے میں لے جا رہا تھا۔ نیشا نے اپنی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ جبکہ ایک ہاتھ سے التان نے اس کے ہاتھ کو کر رکھے تھے کہ کہیں وہ آنکھوں پر سے ہاتھ نہ ہٹا دے۔

"آنکھیں بند رکھو نیشا، نو چیٹنگ !" !

"نہیں کر رہی میں چیٹنگ آئی پراس۔" نیشا اس سے کہتی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

التان نے دروازہ لاک کرتے اس کے ہاتھ چھوڑے تھے۔

"او کے نیشا۔ تھری۔۔۔ ٹو۔۔۔ ون۔۔۔"

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

اس کے کاؤنٹ ڈاؤن پر نیشا نے آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا تھا اور ایک خوشگوار حیرت نے اس کا احاطہ کیا تھا۔

"التان یہ سب۔۔۔!" وہ آگے بڑھ کر میز پر سچی چیزیں دیکھ رہی تھی۔

میز کی سطح سرخ اور سفید گلاب کی پتیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

فیری لائنس سے پوری میز ٹمٹما رہی تھی۔ میز پر وہ سب ہی چیزیں موجود تھیں جو ایک یونیورسٹی اسٹوڈنٹ کی بنیادی ضرورت ہوتی ہیں۔

لیپ ٹاپ اور نیا ہینڈ بیگ، دیدہ زیب کور والی سپائرل بائینڈڈ نوٹ بکس، کئی طرح کے پین اور ہائی لائٹرز۔۔۔ نیشا ایک چیز اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"التان یہ سب کتنا اچھا ہے! میں نے اتنی خوبصورت چیزیں کبھی پڑھنے لکھنے کے لیے استعمال نہیں کیں۔"

وہ بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی۔

اس کی زندگی کی محرومیاں التان بن کہے ہی پوری کر دیتا تھا۔

نیشا نے ایک پین اٹھا کر نوٹ بک پر اپنا نام لکھا۔

خمار عشق نادر خان

"نیشاف۔۔" اوہ۔۔۔

اس نے جلدی سے تصحیح کی۔

"نیشا التان اسکندر"

وہ اب نیشا فرقان تھوڑی تھی۔

وہ التان کو اپنا نام دکھاتی پھر سے چیزوں میں مگن ہو گئی۔

"یار نیشا۔" التان کے پکارنے پر اس نے سر اٹھایا تھا۔

"جی التان؟" اس کی بھوری آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں۔

"تمہارے ہاں تھینکس کہنے کا رواج نہیں ہے؟" التان نے اسے چھیڑا۔

"آف کورس ہے۔ تھینکیو سوچ التان۔" نیشا کہہ کر ایک اور کتاب اٹھانے لگی تب ہی التان نے وہ

کتاب اس کی پہنچ سے دور کی تھی۔

"بس زبانی کلامی شکریہ؟؟" التان نے دل پر ہاتھ رکھ کر صدمے کی ایکٹنگ کی تھی۔

نیشا اٹھ کر اس کے پاس آئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

"تو آپ کو کیسا شکریہ چاہیے؟" نیشا نے سوچنے کے لیے یہاں وہاں دیکھا پھر اچانک ہی اس نے چٹکی بجاتے کہا، "ایک کام کرتی ہوں میں آپ کو ہر کلر سے تھینکیو لکھ کر دیتی ہوں۔" وہ دوبارہ میز کی جانب بڑھی تھی لیکن التان نے اس کی کلائی تھامے اسے روکا تھا۔

"ہاؤ باؤٹ آکس؟" التان نے شرارت سے کہا تھا۔

نیشا فوراً گلابی ہوئی تھی۔

"جی نہیں۔"

"اس کا مطلب تمہیں اپنا گفٹ کچھ خاص پسند نہیں آیا۔" التان نے دکھی لہجے میں کہا تھا۔

"نہیں پسند آیا ہے مجھے۔۔۔ بہت زیادہ۔" نیشا نے فوراً تردید کی۔

"تو پھر شکریہ تو ادا کرنا چاہیے۔" التان کے کہنے پر نیشا کو ہارمانی ہی پڑی۔

"او کے! جسٹ ون۔۔۔ اور آپ اپنی آنکھیں بند کریں۔" نیشا نے التان کی مسکراہٹ دیکھتے ہی فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے!" وہ اپنی آنکھیں بند کر کر نیشا کا انتظار کرنے لگا۔ جواب اس کی خم دار گھنی پلکیں دیکھ رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

چہرے کی لالی بڑھتی جا رہی تھی۔ نیشا التان کے مزید قریب آئی۔

اس نے خود کو پنچوں کے بل اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت چمکی تھی۔

التان کو اپنے گال پر نمی کا احساس ہوا تھا۔ مگر یہ کچھ الگ ہی طرح کی نمی تھی۔

التان نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔

نیشا اس سے دو قدم دور کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک شرارتی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

التان نے پلٹ کر سنگھار میز کے آئینہ میں اپنا عکس دیکھا۔

"نیشا !!"

نیشا نے اس کے گال پر گلابی رنگ کے مار کر سے بڑا سا اسٹار بنا دیا تھا۔

التان اپنا گال پکڑے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

عقب میں نیشا پیٹ پکڑے ہنس رہی تھی۔

"ٹھہر و ذرا تم۔۔۔" التان اس کے پیچھے لپکا تھا۔

نیشا نے ایک ہلکی سی چیخ مارتے بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن التان ایک ہی جست میں اس تک پہنچ گیا

تھا۔

خمار عشق نادر خان

وہ اسے اٹھائے گول گھومنے لگا تھا۔

ینیشا کی کھلکلاہٹیں عروج پر تھیں۔

"بہت بری بات ہے ینیشا۔۔۔"

"اچھ۔۔ اچھا۔۔ التان۔۔ بس کریں۔۔ مجھے نیچے اتاریں اب۔" ینیشا نے قہقہوں کے درمیان مشکل سے کہا تھا۔

التان کا مطالبہ وہی تھا۔

"وعدہ کرو پھر؟"

"اوکے۔۔۔" ینیشا نے ہار مانتے کہا تھا۔

التان نے اسے دھیرے سے بیڈ پر بٹھایا تھا۔

ینیشا نے اب کی بار آنکھیں بند کیے اپنے لب التان کے لبوں سے ٹچ کیے تھے۔ وہ پھر پیچھے ہٹنے لگی تھی۔

جب ہی التان کی دھیمی سرگوشی اس کے کان میں گونجی تھی۔

"اب میری باری ہے۔"

خمار عشق نادر خان

ینیشا نے ذرا سا پلکیں اٹھائی تھیں مگر اس کی آنکھوں میں رقم تحریر دیکھ کر وہ پھر سے نظریں جھکا گئی تھی۔

التان کے لبوں نے نرمی سے اس کے لبوں کو اپنی قید میں لیا تھا۔
ینیشا کے ہاتھ خود بخود ہی التان کے گھنگریالے بالوں تک پہنچے تھے۔
اس کی انگلیاں وہاں نرمی سے الجھیں تھیں۔

التان کے ہاتھ اس کی کمر کے بل سے اسے خود میں بھینچ رہے تھے۔
اس کے لبوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

ینیشا کو اپنے سینے پر اس کے دل کی دھڑکن محسوس ہو رہی تھی۔
التان کے ہاتھوں نے آہستہ آہستہ اس کے بازوؤں کو اوپر کی طرف لاتے اسے اس کی شرٹ سے آزاد کیا تھا۔

ینیشا فوراً ہی بیڈ پر رکھے کمبل میں چھپی تھی۔

التان نے مخمور نگاہوں سے اسے دیکھتے ریموٹ سے کمرے کی لائٹس ڈم کی تھیں۔

وہ دھیمے سے مسکراتا اس کی جانب بڑھا تھا۔

خممار عشق نانر خان

رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ زینہ اپنے کمرے میں موجود تھی۔

وہ ابھی بھی اس وقت والے ہلکے پیلے لباس میں موجود تھی دوپٹہ صوفے پر پڑا تھا سنہری بال بکھرے ہوئے تھے اس کے دل کی حالت بہت عجیب ہو رہی تھی۔

بار بار یہ خیال دل کو ستارہا تھا کہ آخر ار مغان اس سے ملے بغیر کیوں چلا گیا۔

کیا وہ۔۔۔۔۔ اس سے ایک دفعہ بھی۔۔۔۔۔ بات نہیں کر سکتا تھا؟

کیا کل رات کو وہ اتنا ناراض ہو گیا تھا؟

کیا ان کے درمیان اب-----حتمی دوریاں آگئیں تھیں؟

ہر سوال اس کے دل پر کچھ کے لگا رہا تھا۔ وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامے کمرے کے وسط میں کھڑی تھی۔

سوچتے سوچتے اس کی سسکیاں بلند ہوئیں سنگھار میز کے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے اس کی شہد ر نگ

آٹکھیں نمکین پانیوں سے بھرنے لگیں۔

خمار عشق نادر خان

حلق میں مرچیں سی بھر رہیں تھیں۔ وہ ایک قدم آگے آئی تھی۔ اور سنگھار میز پر سبھی چیزیں ہاتھ کے جھٹکے سے زمین بوس کی تھیں۔

کاش وہ سچائی پہلے سے جانتی۔

اگر وہ سچائی سے واقف ہوتی تو ان کے جائز رشتے کی شروعات بہت پہلے ہی ہو چکی ہوتی۔

اگر ار مغان اسے سب کچھ بتا دیتا تو کم سے کم وہ اسے یوں ناراض نہ کرتی۔ ان کے درمیان جو دیوار حائل تھی وہ ان میں غلط فہمیوں کا باعث تو نہ بنتی۔

لیکن وہ یہ جانتی تھی کہ اس معاملے میں ار مغان کی اتنی غلطی نہیں تھی اس نے تو بارہا کوشش کی تھی لیکن زینہ نے ہی اسے موقع نہیں دیا تھا چند آنسو اس کی شہد رنگ آنکھوں سے ٹوٹ کر بے مول ہوئے۔

"ار مغان کاش تم یہاں ہوتے۔۔۔" زینہ کے لبوں سے نکلے یہ الفاظ کمرے کے در و دیوار سے ٹکرا کر واپس آ گئے۔

محبت بھی عجیب شے ہے۔ جب کوئی دور چلا جائے تو قدر بڑھادیتی ہے۔

وہ تو نہ جانے کب سے اس کی محبت کے سفر پر گامزن تھی۔

خمار عشق نادر خان

بارہا دل نے دھڑک دھڑک کر اس جزبہ کی چغلی کھائی تھی مگر ہر بار ہی زینہ خود سے ہی نظریں چرائیتی تھی۔

شائد یہ جزبہ ترکی کے اس جزیرے پر ہی پنپنے لگا تھا۔ مگر تب وہ ایک اجنبی تھا، ایک نامحرم۔ تب خود کو اس کی جانب ملتفت ہونے سے روکنے کا جواز تھا۔

مگر جب سے وہ اس کے نکاح میں تھی، تب سے وہ اپنے منہ زور جزبات کو لگام دینے سے قاصر تھی۔ وہ جہاں ہوتی، اس کا دل بس ار مغان کے آس پاس رہنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔

اس کی شہد رنگ آنکھوں میں بس اس کا عکس جھلملاتا تھا۔ وہ خود کو ٹوکتی اور پھر خود سے ہی ہار جایا کرتی تھی۔

کل رات وہ اس کے جزبات کی شدت سے گھبرا گئی تھی لیکن وہ اس کے گریز میں چھپی اس کی رضامندی نہیں دیکھ پایا تھا۔

زبردستی کرنا تو ار مغان اسکندر کی شان کے خلاف تھا۔ پھر ایسے میں وہ اسے چھوڑ کر ہی چلا جائے گا یہ زینہ نے نہیں سوچا تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

احساس تو اسے ار مغان کے جذبات کی سچائی کا بھی تھا پر وہ اسے قبول کرنے سے انحراف کرتی رہی تھی۔

جب وہ اسے اپنی نظروں کے نرم گرم حصار میں لیتا تھا دل تو اس کا بھی انجانی تال پر دھڑکتا تھا۔
جب وہ اپنے لفظوں سے اسے معتبر کرتا تھا، وہ سرشار سی اس کے مدار میں گردش کرنے لگتی تھی۔
جب وہ اپنی بے باکیوں سے، اپنے لمس کی حدت سے اسے ان کے رشتے کا احساس دلاتا تھا،، مخمور تو وہ بھی ہو جاتی تھی۔

بس خود پر بندھ بندھ کر، وہ گریز اختیار کرتی تھی کیونکہ ان کے رشتے میں اعتبار کی کمی تھی۔ اور اب
جب وہ سچائی جان چکی تھی تو وہ اس سے گریز برتنا اتنی دور جا بیٹھا تھا۔
"اچھی سزا دے رہے ہو تم مجھے ار مغان اسکندر۔"
زینہ اپنے عکس کو دیکھتی پھر سے شکوہ کر بیٹھی تھی۔

اس کی آنکھوں سے آنسو اب تو اتر سے بہہ رہے تھے۔ عجیب وحشت سی طاری ہو رہی تھی۔
اسے لگا اس کا سانس بند ہو جائے گا۔ وہ اپنے گلے پر ہاتھ رکھتی گہرے سانس لینے لگی لیکن وحشت پھر
بھی کم نہ ہوئی۔

خمار عشق نادر خان

وہ دوڑ کر ٹیرس کا دروازہ کھول کر باہر چلی آئی۔

ارمغان کے کمرے کا یہ ٹیرس پچھلے باغ کی جانب تھا۔

اس وقت ہر چیز پر سناٹے کا راج تھا۔

زینہ کو لگا جیسے ہوا بھی ساکن ہو گئی ہے۔ وہ ابھی آسمان پر تاروں کی غیر موجودگی کو دیکھ ہی رہی تھی کہ

اس کے چہرے پر اچانک ہی تیز بوندیں گرنے لگیں تھیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے بارش کی تیز بو چھاڑ برسنے لگی تھی۔

زینہ کے آنسوؤں میں مزید روانی آئی تھی۔

سردی کی پہلی بارش کی تیخ ٹھنڈی بو چھاڑ اس کے بدن کو پیل میں بھگو گئی تھی۔

وہ ہچکیوں سے روتی اس بارش میں بھیگ رہی تھی۔

اپنے ہاتھ رینگ پہ رکھے وہ اپنا چہرہ آسمان کی جانب کیے زار و قطار رو رہی تھی۔

لبوں پر بار بار بس اس دشمن جان کا نام آرہا تھا۔

بارش کے شور میں اس کی آہ و زاری مدغم ہو رہی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

ارمغان کی گاڑی کمپاؤنڈ میں رکی تو زبردست برسات ہو رہی تھی۔

وہ نیوی بلیو ڈریس شرٹ پر سیاہ ویسٹ کوٹ اور سیاہ ہی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ شرٹ کی فولڈ ہوئی آستینوں سے بازو کے ابھرے مسلز نظر آرہے تھے۔

"سر آپ نے اتنے خراب موسم میں واپس آنے کا رسک لیا۔" شاہنواز جو ڈرائیونگ سیٹ پر تھا، اس کے یوں لوٹ آنے پر اپنے تحفظات کا اظہار کر بیٹھا تھا۔

"ہیم۔۔۔ میرا وہاں رات گزارنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا شاہنواز۔"

ارمغان نے اسے جواب دیتے اپنی کلائی پر بندھی سمارٹ واچ میں وقت دیکھا رات کے تین بجے تھے۔ وہ سو گئی ہوگی۔

دل میں بس اس کا ہی خیال تھا۔

وہ دوپہر میں اس سے ملے بنا ہی چلا گیا تھا لیکن دل اسی میں اٹکا ہوا تھا۔

کل رات وہ اسے بتا چکی تھی کہ اس رشتے کو آگے بڑھانے میں اس کی رضامندی شامل نہیں تھی۔

ارمغان کا دل تو ٹوٹا تھا لیکن وہ اسے الزام نہیں دے رہا تھا۔ جن حالات میں ان کا رشتہ بنا تھا وہ سمجھ سکتا تھا اگر وہ اسے قبول نہ کرتی۔

خمار عشق نادر خان

آخر کو اس سے پہلی نظر میں محبت تو ار مغان اسکندر کو ہوئی تھی۔ زینہ نے تو شاید اسے ترکی سے جانے کے بعد یاد بھی نہیں کیا ہوگا۔

اب وہ اس یک طرفہ عشق کی پاداش میں اپنی بیوی سے زبردستی تعلق تو قائم نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ار مغان فرہاد اسکندر تھا کسی کے ساتھ زیادتی کرنا اس کی سرشت میں شامل نہیں تھا۔ اور وہ کسی تو نہیں تھی۔

وہ تو وہ عورت تھی جس کی سانسوں کی آواز سننے ار مغان اسکندر کے دل کی دھڑکن بڑھ جاتی تھی۔ وہ تو وہ عورت تھی جس کے مرمریں بدن کی نرمائیں محسوس کرنے کو ار مغان اسکندر کا پور پور ترستا تھا۔

زینہ ار مغان اسکندر، اس کی عزیز از جان بیوی، ار مغان فرہاد اسکندر کا پہلا اور آخری عشق تھی۔

گاڑی کا دروازہ کھلنے سے پہلے ہی دروازے پر موجود گارڈ اس کی جانب چھتری لیے تیزی سے آیا تھا۔ ار مغان شاہنواز کو اشارہ کرتا اسکندر مینشن کی جانب بڑھتا تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان جب اندر پہنچا تو حسبِ توقع اسکندر مینشن اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اتنی رات کو تقریباً سب ہی سو چکے تھے۔

وہ آہستگی سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے تک آیا۔
دروازے کا تالا کھولتا وہ اندر آیا تھا۔

کمرے میں ملگجاسا اجالا تھا۔ ارمغان نے لائٹ جلائی تو زینہ کے پیلے دوپٹے پر نظر پڑی جو بستر پر پڑا تھا۔
سنگھار میز کے پاس کئی شیشیاں ٹوٹ کر بکھری ہوئی تھیں۔
ٹھنڈی تخ ہو کا جھونکا اس کے بدن سے ٹکرایا تو اس نے ٹیس کی سمت دیکھا۔
ٹیس کا دروازہ کھلا تھا۔

اتنی تیز بارش میں زینہ ٹیس پر کیا کر رہی تھی؟
وہ اپنا کوٹ کاؤچ پر پھینکتا تیزی سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔
"زینہ؟" ارمغان کی آواز بارش کے شور میں دب گئی تھی۔
زینہ اپنے گرد بازو لپیٹے سردی سے کانپ رہی تھی۔
وہ سر سے پیر تک پانی میں شرا بور تھی۔

خمار عشق نادر خان

بھگی زلفیں کمر پر بکھری تھیں۔

اس کے بدن پر لرزش طاری تھی۔

دفعاً بادل زوردار آواز سے گرجے تھے، زینہ کانوں پر ہاتھ رکھے تیزی سے پلٹی تھی اور ار مغان کے چوڑے سینے سے ٹکرائی تھی۔

بجلی کی کڑک کے ساتھ آسمان روشن ہوا تھا۔

زینہ نے بے یقینی سے اس نیلی آنکھوں والے ساحر کو دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے اس کے سینے سے جا لگی تھی۔

وہ اسے بہت زور سے بھینچے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

ار مغان اس کی شدت پر چوکا تھا۔

وہ اسے کمر سے تھامے کھڑا تھا۔ اس کے بھگے بال ار مغان کی ہتھیلیوں کو چھو رہے تھے۔

"زینہ؟" ار مغان نے اسے نرمی سے تھام کر اس کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔

لیکن زینہ نے اور مضبوطی سے ار مغان کی کمر پر اپنی گرفت بڑھائی تھی۔

ار مغان کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

یوں برستی بارش میں وہ اس کے سینے میں سما کر اس کے صبر کا امتحان لے رہی تھی۔

ارمغان نے ایک بار اور اس کو شانوں سے تھامتے اسے اپنے سامنے کیا۔

ایک پل کے لیے زینہ کی شہر رنگ آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں میں دیکھنے لگیں۔

پھر بنا کچھ کہے ہی زینہ نے ارمغان کا کالر تھامتے اس کے لبوں کو اپنے کانپتے لبوں کی گرفت میں لیا تھا۔

ارمغان ایک لمحے کے لیے اسٹل ہوا تھا لیکن پھر زینہ کی نرم جساتوں پر ارمغان کی شدت حاوی ہونے لگی تھی۔

وہ اسے خود میں مزید سموئے اس کے لبوں کو نئے رموز سے آشنا کروانے لگا۔

زینہ نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔

ارمغان کے ذہن میں ایک چیز کھٹکی۔ وہ اپنے لبوں پر نمکین ذائقہ محسوس کر رہا تھا۔

زینہ کا بدن بھی برف جیسا سرد ہو رہا تھا۔

"کیا وہ رو رہی تھی؟"

"کب سے وہ یہاں کھڑی بھیگ رہی تھی؟"

ارمغان نے اس کے لب آزاد کیے تھے۔

خمار عشق نادر خان

اور وہ اسے بانہوں میں اٹھائے ٹیرس کے کھلے دروازے سے اندر آیا تھا۔

زینہ نے اپنا چہرہ اس کے سینے میں چھپایا تھا۔

وہ اب بھی ار مغان کے کالر کو اپنی برف ہوتی انگلیوں سے جکڑے ہوئے تھی۔

ار مغان نے اسے اٹھائے اٹھائے ہی ٹیرس کا دروازہ لاک کیا تھا۔

کمرے میں آتا بارش کا شور تھا تھا۔

وہ سسکیاں لے رہی تھی۔

ار مغان کا شک صحیح نکلا تھا وہ رو رہی تھی۔

وہ اسے ساتھ لیے ہی کاؤچ پر بیٹھا تھا اور اسے نرمی سے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔

اس کی بھیگی زلفوں کو اس کے چہرے سے ہٹاتے۔ ار مغان نے اپنے ہاتھوں کی پشت اس کے گالوں پر پھیری تھی۔

"ڈرگئی تھی تم بارش سے؟" وہ نرمی سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

زینہ کی شہد رنگ آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلملاہٹ تھی۔

"ہاں ڈرگئی تھی، تمہیں کھونے کے ڈر سے۔" اس کی آواز سرگوشی سے زیادہ بلند نہیں تھی۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے اسے غور سے دیکھا۔

اس کا لباس پوری طرح سے پانی میں شرابور اس کے بدن سے چپکا ہوا تھا۔
آنکھوں میں سرخیاں گھلی تھیں۔ وہ اب رو نہیں رہی تھی۔

لیکن اس کی بکھری حالت اس کے اندر کی توڑ پھوڑ کی چغلی کھا رہی تھی۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا تھا کہ تم نے مجھے کھو دیا ہے؟" ارمغان اس کے چہرے پر چپکی ہوئی بھیگی لٹوں کو
پیچھے کرتا پوچھ رہا تھا۔

"تم ترکی جو چلے گئے تھے۔۔۔ مجھ سے ملے بنا ہی۔"

زینہ نے شکوہ کنہ نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔

"وہ تو میں اکثر جاتا ہوں۔" ارمغان نے اس کی تھوڑی کواٹھاتے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"ہر بار بننا بتائے جایا کرو گے؟" زینہ نے شکستہ لہجے میں دریافت کیا تھا۔ ایک آنسو ٹوٹ کر بہا تھا۔

ارمغان نے نرمی سے اپنے لبوں سے اس کے آنسو چنے تھے۔

"آئندہ تمہیں ساتھ لے جاؤں گا۔"

وہ کہتے ہوئے اس کے لبوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔

خمار عشق ناز خان

وہ نرمی سے ان لبوں کو اپنی گرفت میں لیے مدہوش سا ہو رہا تھا۔ اس کے انداز میں جو نرمی تھی، زینہ کے ہاتھ اتنی ہی بے باکی سے اس کے بدن پر سفر کر رہے تھے۔

ارمغان نے اس کے ہاتھ تھام کر اسے دیکھا تھا۔

وہ اس کے یوں دیکھنے پر سرخ پڑی تھی۔ لیکن اس نے نظریں نہیں چرائی تھیں۔

ارمغان اس کی آنکھوں میں رقم تحریر صاف پڑھ سکتا تھا۔

"آریو شیور زینہ؟" وہ ایک ابرو اٹھاتا اس سے پوچھ رہا تھا۔

"اس کے بعد میں خود پر بندھ نہیں باندھ پاؤں گا؟" اس کی آواز میں جذبات کی آمیزش تھی۔
"یس۔" زینہ کے لب ہلے تھے۔

وہ دونوں اس مقناطیسی کشش کو محسوس کرتے ایک دوسرے میں مزید سمائے تھے۔

ایک برقی رو تھی جو ان کے چھونے سے ان کے بدن کی حدت بڑھ رہی تھی۔

اس بار جب ان کے لب ملے تو وہ دونوں ہی اپنے جذبات کو کھل کر عیاں کر رہے تھے۔

ارمغان نے نرمی سے اپنے ہاتھ پیچھے لے جاتے اس کی شرٹ کی زپ کھولی تھی۔ اس کی انگلیاں اب اس کی نرم جلد پر حرکت کر رہی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

زینہ کی انگلیاں ار مغان کے بالوں میں الجھیں تھیں۔

وہ اپنی کمر پر اس کے لمس کو محسوس کرتی اس کے مزید قریب ہوئی تھی۔

ار مغان نے اس کے لبوں کو آزاد کیا تھا۔ وہ دونوں گہری سانسیں لیتے مخمور نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

زینہ کی انگلیاں ار مغان کے ویسٹ کوٹ کے بٹنز سے کھیل رہی تھیں۔

ار مغان کے گالوں پر ڈمپل نمودار ہوا تھا۔ وہ زینہ کے چہرے پر کس کرتا، اس سے دور ہوا تھا۔ اور خود کو شرٹ اور ویسٹ کوٹ سے آزاد کیا تھا۔

زینہ کی نگاہیں استحقاق سے اس کے ایس پر ٹکی تھیں۔

وہ ایک لمحے کو ہچکچائی تھی پھر ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا تھا۔ یوں ہی اس کے کثرتی بدن پر انگلیاں پھیرتے وہ اس کے ٹیوپر کی تھی۔

اس کے سینے کے بائیں طرف لکھی ہوئی وہ عبارت دیکھنے لگی، ذرا غور کرنے پر زینہ کو اس میں بر شیر کی شبیہ نظر آئی تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

وہ اس سے پوچھنے ہی والی تھی کہ ان الفاظ کا مطلب کیا ہے۔ تب ہی اچانک اس نے ایک تیز سانس کھینچی تھی۔

ارمغان کے ہاتھوں نے بڑے اطمینان سے اس کے بدن کو چھوا تھا۔
زینہ کے اچانک اسٹل ہونے پر ارمغان نے اسے خود کے نزدیک کرتے ہوئے اس کی صراحی دار گردن پر اپنے لب رکھے تھے۔

وہ آہستگی سے اس کی شرٹ کو ہٹاتا اپنے لبوں کو استحقاق سے اس کے بدن سے چھو رہا تھا۔

زینہ کا پور پور اس کے لمس پر دھک رہا تھا۔

وہ ہر بار مزید کی خواہش لیے اس کے نزدیک ہوتی جا رہی تھی۔

ارمغان نے اسے مخمور نگاہوں سے دیکھتے ایک بار پھر اس کے لبوں کو اپنی لبوں کی گرفت میں لیا تھا۔

وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرتا بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔

کمرے میں پھیلی نیم تاریکی میں بوندوں کے شور اور تیز سانسوں کی آوازوں میں وہ دونوں ایک دوسرے میں گم ہوتے چلے گئے تھے۔

خمار عشق نادر خان

ان خوبصورت لمحات میں ایک دوسرے کو پوری طرح سے پانے کے بعد وہ دونوں بیڈ پر دراز تھے۔
زینہ ار مغان کے سینے پر سر رکھے اس کے دل کی دھڑکن سن رہی تھی۔
ان دونوں کے چہرے پر ایک طمانیت اور سرور تھا جو اپنی محبت کی تکمیل پر ان کے انگ انگ سے پھوٹ رہا تھا۔

"ار مغان۔۔"

زینہ نے اسے پکارا تھا۔

"جی ار مغان کی روح۔"

اس کے انداز مخاطب پر زینہ سرشار سی اپنے لب اس کے سینے پر رکھ گئی تھی۔
اس کی انگلیاں پھر سے اس کے سینے پر بنے ٹیڈ پر تھیں۔

"یہ کیا لکھا ہے؟"

ار مغان کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آئی تھی۔ وہ اس کے سر کا بوسہ لیتا کہنیوں کے بل اٹھا تھا۔
زینہ کو سینے سے لگائے ہوئے اب وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"اسلان کنی، مطلب شیر کا خون جیسے انگریزی میں لائن ہارٹ ہوتا ہے۔" ار مغان نے اس کی تھوڑی پکڑتے کہا تھا۔

"کیوں تم نے یہ کیوں لکھوایا تھا؟" زینہ کی آواز میں تجسس تھا۔

"میرے نانا ترک ہیں، وہ مجھے اکثر اپنا شیر کہتے ہیں تب ہی میں نے کالج کے زمانے میں بنوایا تھا۔"

ار مغان نے زینہ کے برہنہ شانے پر کس کرتے اس کی گردن میں چمکتی چین کو دیکھا تھا۔

جس طرح سے وہ چین زینہ کے دل تک آتی تھی ار مغان سرشار سا ہو جاتا تھا۔

اس نے چہرہ جھکاتے اپنے لب وہاں رکھے تھے۔

"تمہیں میرا یہ تحفہ پسند آیا تھا؟" وہ آنکھوں میں کئی رنگ لیے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں! یہ بہت نازک سا ہے۔ لیکن مجھے پسند ہے۔ یہ مجھے ہماری پہلی ملاقات یاد دلاتا ہے۔" زینہ اس کی

سیپ والے ننھے پینڈنٹ سے کھیلنے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے اس پر کیا لکھا ہوا ہے؟" ار مغان نے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں مجھے پتا ہے یہ ایک شہزادی کا نام ہے، بینسن۔" زینہ نے پورے وثوق سے کہا تھا۔

ار مغان کی آنکھیں اس کی معصومیت پر چمکی تھیں۔

خمار عشق نانر خان

"شہزادی تو نہیں ملکہ ہو تم میرے دل کی لیکن اس پر کچھ اور لکھا ہے۔"

"کیا؟"

"تم صرف میری ہو۔" (یو آرمائن)

ارمغان نے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔

زینہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

"تم نے مجھے۔۔۔۔۔ تب؟ تب سے تم؟" وہ ارمغان کی ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہوئی تھی۔

"تب سے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" اس کا اتنا صاف اظہار تھا کہ زینہ کی آنکھوں میں پانی بھرا تھا۔

وہ ارمغان کے لبوں پر جھکی بہت شدت سے اس کے اظہار محبت کا جواب دے رہی تھی۔

ارمغان نے نرمی سے اسے بیڈ سے اٹھاتے اپنے سینے پر منتقل کیا تھا۔

زبانی اظہار تو وہ کر چکا تھا۔ اب اظہار کے اور بھی بہت طریقے باقی تھے۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامہ خان

صبح کا سویرا ہر طرف پھیل رہا تھا۔ ماہ نوش نے کسمسا کر آنکھیں کھولی تھیں۔ اس کی سبز زمرہ آنکھیں نیند کے خمار سے سرخ ہو رہی تھیں۔

رات بھر نئی جگہ کی وجہ سے وہ سوتی جاگتی رہی تھی۔ پھر فجر پڑھ کر ہی دو گھنٹے سو پائی تھی اور اب یونیورسٹی جانا تھا تو جاگنا ہی تھا۔

اس نے آج کے لئے ایک نیوی بلیو کلر کی فرائیڈ ہینگر پر لٹکار رکھی تھی۔

ماہ نوش حویلی میں بھی پٹھانی فرائیڈ ہی پہنا کرتی تھی اور یہی ڈیزائن کے کپڑے وہ یونیورسٹی کے لیے بھی لے کر آئی تھی۔

وہ شہر آئی ضرور تھی لیکن اس کا مقصد پڑھ لکھ کر کچھ بننے کا تھا۔ شہر کی گہما گہمی نے اسے متاثر نہیں کیا تھا۔

وہ کچھ ہی دیر میں تیار ہو چکی تھی۔ اپنے لمبے بالوں کو اس نے چوٹی میں گوندھ کر، آنکھوں میں کاجل کی ہلکی سی لکیر لگائی تھی۔

اپنے نازک پاؤں کھسے میں قید کرتی، وہ سر پر اچھی طرح سے نیلے رنگ کی ہی چادر اوڑھ چکی تھی۔ ایک فائل اور اپنا بیگ لے کر وہ ہاسٹل سے نکلی تھی۔

خمار عشق ناز خان

کچھ لڑکیاں میس میں ناشتا کر رہی تھیں۔ ماہ نوش نے بس ایک کپ چائے لی تھی۔ ایک تو نئی جگہ پھر یونیورسٹی کا پہلا دن، ایکسٹنٹ میں اسے بھوک ہی نہیں لگ رہی تھی۔

وہ پیدل ہی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چل پڑی تھی۔

ان کی ہاسٹل کی عمارت بہت زیادہ الگ تھلگ نہیں تھی۔

صبح کے وقت ہلکی خنکی برقرار تھی۔

کل رات کی بارش کے بعد درخت اور پیڑ پودے نکھر گئے تھے۔

ماہ نوش نے گہرے سانس لیتے خود کو تروتازہ محسوس کیا تھا۔

وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب چل پڑی تھی۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

"نیشا تم کیا سوچ رہی ہو؟" التان نے نیشا کو وارڈروب کے سامنے پریشان حال کھڑے دیکھ کر پوچھا تھا۔

وہ ابھی ابھی ناشتا کر کر واپس اوپر واپس آئے تھے۔ اور اب نیشا کو یونیورسٹی کے لیے تیار ہونا تھا لیکن وہ کافی دیر سے ڈریسنگ روم میں کھڑی تھی۔

خمار عشق نادر خان

التان کی آواز پر نیشا نے پلٹ کر التان کو دیکھا تھا۔

"التان میں کیا پہنوں؟ مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہا کہ سب کیسے کپڑے پہن کر آئیں گے۔ اس دن بھی تو سب کتنے تیار ہو کر آئے ہوئے تھے۔" نیشا نے اپنی پریشانی بیان کی۔

التان نے گہری نظروں سے اپنی معصوم بیوی کا جائزہ لیا۔

وہ اس وقت لان کے آرام دہ لباس میں تھی۔ کاسنی رنگ کی ڈھیلی ڈھالی کرتی کے ساتھ سفید ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔

کاسنی رنگ کا ہم رنگ دوپٹہ کھونٹی پہنکا تھا جو اس نے ڈائینگ ٹیبل پر سب کے ساتھ ناشا کرتے وقت سر ڈھکنے کے لئے پہنا تھا۔

"ہیم۔۔۔ تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ میں مدد کرتا ہوں تمہاری۔" وہ مسکراتا ایک قدم آگے آیا تھا۔

التان کو اندازہ تھا کہ وہ جس طرح اپنے چچا کے گھر دباؤ میں پٹی بڑھی تھی وہ ایسی چیزوں سے جلدی پریشان ہو جاتی تھی۔ لیکن وہ آہستہ آہستہ اس کا کھویا اعتماد بحال کرنے میں اس کی مدد کر رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

التان نے نیشا کی کمر سے اسے تھامے، اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکائی تھی، نیشا اس کی قربت میں فوراً گلابی ہوئی تھی۔

"بھئی میری نیشا جو بھی پہنے گی اس میں کمال ہی لگے گی۔" التان نے اس کی وارڈروب میں لٹکے ہوئے کپڑے ادھر ادھر کیے۔

ایک آسمانی رنگ کے ٹراؤزر شرٹ پر اس کی نظر ٹھہری تھی۔

"یہ پہن لو۔" التان نے کہا تو نیشا نے فوراً ہی ہینگر نکالا تھا۔

"اوہ تھینکس التان، میں بہت پریشان ہو رہی تھی۔"

"تو اب مجھے تمہارا مسئلہ حل کرنے پر کیا ملے گا؟"

التان نے اس کا رخ اپنی جانب گھماتے شرارت سے پوچھا تھا۔

نیشا نے پلکیں اٹھا کر التان کی سیاہ آنکھوں میں جھانکا تھا۔

"کیا چاہیے آپ کو۔" اس کا شر میلہ سا انداز التان کے دل کی دھڑکن بڑھا گیا تھا۔

"جو میں اب سیلیکٹ کروں گا وہ رات کو پہن کر تیار ہو جانا۔" التان کی بات کا مطلب سمجھتے نیشا کے

گال دھکنے لگے تھے۔

خمار عشق ناز خان

"التان مجھے دیر ہو رہی ہے۔ آپ جائیں باہر اب۔" وہ اس کی گہری نظروں سے بچنے کے لیے اسے ڈریسنگ روم سے ہی نکال رہی تھی۔

التان اس کے گریز پر مسکرایا تھا۔

"ارے یہ چیٹنگ ہے!" وہ شرارت سے کہتا اس کو مزید تنگ کر رہا تھا۔

نینشا نے اس کو دھکیلنے کی کوشش کی تھی، التان بھی اس کو فی الحال مزید پریشان کرنے کا ارادہ ترک کر چکا تھا اسی لئے اس کے نازک ہاتھوں کے دباؤ پر باہر کی جانب چل پڑا تھا۔
نینشا بھی دھیمے سے مسکراتی تیار ہونے چل پڑی تھی۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

ارمغان کے جدت سے آراستہ کمرے میں دو نفوس بے سدھ سو رہے تھے۔ اس سیاہ تھیم والے بیڈ روم میں، سیاہ بیڈ پر سفید کمبل اوڑھے وہ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں تھے۔

ٹیس کے پردے سے روشنی کی ایک لکیر زینہ کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولی تھیں۔

READERS CHOICE

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

خمار عشق نانر خان

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

خمار عشق نادر خان

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

وہ ارمغان کے سینے پر سر رکھے سوئی ہوئی تھی۔ رات کو جزبات کے بہاؤ میں بہتی وہ بہت بے باک ہو گئی تھی لیکن اب خود کو یوں اس کے اتنے قریب دیکھ کر اس کے چہرے کی رنگت گلابی ہوئی تھی۔ وہ آہستگی سے اٹھی تھی۔ کمبل سینے تک کھینچتے اس نے اپنے کپڑوں کی تلاش میں نظر دوڑائی تھی۔ لیکن اس کے کپڑے بیڈ سے کافی فاصلے پر کاؤچ کے پاس قالین پر بکھرے ہوئے تھے۔ رات کا منظر یاد آتے ہی اس کے گال تپ گئے تھے۔ اب وہ تذبذب کا شکار تھی کہ اٹھ کر وہاں تک کیسے جائے۔

خمار عشق نادر خان

اس نے گھوم کر ار مغان کو دیکھا تھا وہ پر سکون سا سو رہا تھا۔ اس کے بھورے بالوں کی چند لٹیں ماتھے پر تھیں۔

زینہ اس کی خمدار گھنیری پلکیں دیکھنے لگی۔ وہ بے اختیار ہی اس کی پلکیں اپنی انگلی کی پوروں سے ٹچ کر گئی تھی۔

"تم سوتے ہوئے بھی کتنے ہینڈ سم لگتے ہو ار مغان اسکندر۔"

زینہ نے اپنی تھوڑی ہتھیلی پر ٹکائے سرگوشی میں کہا تھا۔

جواباً اس کے وجہیہ چہرے پر ڈمپل نمودار ہوا تھا۔

"صبح صبح میری بیوی میری تعریف کر رہی ہے، کیا بات ہے!" ار مغان کی آواز نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔

زینہ اس کے جاگ جانے پر بلش ہوئی تھی۔

ار مغان نے دلچسپی سے اس کے چہرے اور کندھوں پر چھلکتی سرخی دیکھی تھی۔

وہ کمنیوں کے بل اٹھتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا تھا۔

زینہ نے اس کی نظروں کی تپش پر خود کو کمبل میں چھپانے کی کوشش کی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"سوچ رہا ہوں یہ جنت کی حور مجھے دنیا میں کیسے مل گئی؟"

ارمغان نے جذب سے کہا تھا۔

زینہ اس کی بات پر نظریں جھکا گئی تھی۔ اس وقت اسے ارمغان سے بہت شرم آرہی تھی۔

کل رات کے سارے مناظر یاد آرہے تھے اور اپنی جسارتیں بھی۔ اب دن کے اجالے میں اس کی قربت میں اس کے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھیں۔

ارمغان اس کے شرمانے پر مسکرایا تھا۔

"اچھا اب جاگ ہی گئے ہیں تو فریش ہو جاتے ہیں۔ میں آفس کی ایک میٹنگ بھی اٹینڈ کر لوں گا۔"

ارمغان نے بیڈ سائڈ پر رکھی ڈیجیٹل کلاک دیکھی۔ صبح کے نو بج رہے تھے۔

وہ بستر سے اٹھنے لگا تھا۔ تب ہی زینہ نے اسے پکارا تھا۔

"ارمغان"

"ہیم؟" وہ اس کی طرف مڑا تھا جواب مزید گلابی ہو رہی تھی۔ اپنی نظریں وہ اس کے چوڑے سینے سے

ہٹانے کی کوشش میں اس کے چہرے پر نگاہ ڈال رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"تم مجھے پلیز وہ اٹھا کر دے دو۔" زینہ نے بہت دھیمی آواز میں اپنے کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے کہا تھا۔

ارمغان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

تو اس کی رات والی شیرنی اب ہر نی بن گئی تھی۔

"اوکے ویٹ۔" ارمغان نے اپنا ٹراؤزر ہاتھ بڑھا کر بیڈ کے پاس سے اٹھایا تھا۔ اسے کمبل سے نکلنے کا ارادہ کرتے دیکھ کر زینہ نے باقاعدہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے تھے۔

ارمغان اس کی ان اداؤں پہ فدا ہوا تھا۔

وہ بیڈ سے اتر کر زینہ کی طرف آیا تھا۔ وہ اب بھی آنکھیں بند کیے ہوئے تھی۔

ارمغان نے اچانک ہی اسے بانہوں میں اٹھایا تھا۔

"ارمغان!" زینہ کا دل اور زور سے دھڑکا تھا۔

"تم ایسے شرماتی ہوئی بہت کیوٹ لگ رہی ہو۔" وہ اس کے کانوں میں دھیمی سرگوشی کرتا بولا تھا۔

زینہ نے اس کی نیلی آنکھوں میں اپنی شہد رنگ آنکھوں سے جھانکا تھا۔

ارمغان نے دھیرے سے اس کے لب اپنی گرفت میں لیے تھے۔

خمار عشق ناز خان

وہ زینہ کو بازوؤں میں بھرے ہاتھ روم کی جانب بڑھاتا تھا۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

زینہ کی رنگت ارمغان کی قربت کی سرشاری سے دمک رہی تھی۔ وہ سفید ہاتھ روم میں ڈریسنگ روم کے آئینہ کے سامنے کھڑی تھی۔

ارمغان اپنی وارڈ روم کھولے اس کے عقب میں کچھ کر رہا تھا۔

"زینہ ادھر آؤ۔" وہ اسے پکارتا پلٹا تھا۔

"جی۔" زینہ ابھی تک ان کے ہاتھ روم میں بتائے لمحات پہ شرماس رہی تھی۔ ارمغان کی بے باکیاں اسے مزید شرمانے پر مجبور کر رہی تھیں۔

وہ دھیرے سے اس کے نزدیک آئی تھی۔

"ہاتھ دو۔" ارمغان ہاتھ بڑھاتا زینہ کا ہاتھ مانگ رہا تھا۔

زینہ نے کچھ نا سمجھتے ہوئے اپنا نازک ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ میں دیا تھا۔

ارمغان نے ایک انگوٹھی اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنائی تھی۔

زینہ نے ہاتھ چہرے کے قریب لا کر دیکھا۔

خمار عشق نار خان

وہ بہت خوبصورت تھی۔ طلائی بینڈ میں سورج کی طرز کا ڈیزائن تھا، جس کے اطراف میں میرون اور نارنجی نگینے تھے۔

"یہ کتنی منفرد ہے!" وہ ستائش بھرے انداز میں انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"تم پر سوٹ کر رہی ہے۔" ارمغان نے اس کے ہاتھ کی پشت کو اپنے لبوں سے لگایا تھا۔
"تمہا۔۔۔ آپ کی پسند بہت اچھی ہے ارمغان۔" زینہ نے اپنی آنکھوں میں چمک لئے اسے دیکھا تھا۔
ارمغان نے اس کا ہاتھ پکڑے اس کا رخ گھمایا تھا۔ زینہ کی پشت اپنے سینے سے ٹکاتے وہ اب اس کے پیٹ پر ہاتھ ٹکاتے اس کی رنگ دیکھ رہا تھا۔
"میں اس بات سے متفق ہوں۔ güzelim آخر تم بھی میری پسند ہو۔" وہ کہتے ہوئے اپنے لب اس کی گردن کے دائیں جانب رکھ گیا تھا۔
"یہ کیا ہوتا ہے؟ گزیلم؟" زینہ نے سرگوشی میں پوچھا تھا۔

"اس کا مطلب ہے۔ مائی بیوٹیفل۔ اب بتاؤ مائی بیوٹیفل وائف، گزیلم کہ یہ گریز کیوں ہے؟" ارمغان اسے خود کی جانب گھماتا اب اس کی شہد رنگ آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔
"پتہ نہیں۔ مجھے لگا تمہیں۔۔۔ آپ کو۔۔۔ اچھا نہ لگ رہا ہو۔" زینہ نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم میرا نام لو۔ حق سے۔ جیسے پہلے لیتی تھی۔" ارمان نے اس کی پیشانی پر لب رکھتے کہا تھا۔

زینہ کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

ارمان نے اس کے ہاتھ میں ایک رنگ باکس دیا تھا۔

"یہ کیا ہے ارمان؟" زینہ نے اسے کھولا تو اندر ایک پلاٹینم بینڈ میں چاند کے ڈیزائن والی انگلی تھی۔

"اوہ! یہ کیل رنجز ہیں! زینہ سمجھ گئی تھی کہ وہ چاند سورج کی جوڑی تھی۔ اس نے فوراً ارمان کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں وہ انگلی پھنائی تھی۔

وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ دیکھنے لگی۔

زینہ کی انگلی نازک تھی جبکہ ارمان کی انگلی تھوڑے چوڑے ڈیزائن کی تھی۔

وہ انگلیوں کو دیکھ کر مسکرائی تھی پھر ارمان کے سینے سے آگئی تھی۔

"تم میرے لیاخدا کا تحفہ ہو ارمان اسکندر۔" وہ فرطِ جذبات سے کہہ رہی تھی۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

خمار عشق نادر خان

ارمغان سنگھار میز کے سامنے کھڑا خود پر پر فیوم چھڑک رہا تھا۔
وہ چار کول گرے سوٹ اور سفید شرٹ میں آفس کے لیے تیار ہو چکا تھا۔
زینہ اس کے عقب میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس نے لال رنگ کی کلی دار فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنا ہوا تھا۔

گلے میں ارمغان کی دی ہوئی چین تھی اور ہاتھ میں اس کی کچھ دیر پہلے پہنائی ہوئی انگوٹھی۔
وہ سوچ میں گم تھی۔ تب ہی اس نے دھیرے سے ارمغان کو پکارا تھا۔

"ارمغان کل میں ولی لالہ سے ملی تھی۔"

زینہ کی آواز پر ارمغان نے اسے دیکھا تھا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے۔ کیسے ہیں وہ؟"

"انہوں نے مجھے بتایا، جرگے کے بارے میں۔۔۔" زینہ کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھری تھیں۔

ارمغان نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

اس کے چہرے پر چھائی تکلیف نے ارمغان کے دل پر بر چھپی سی چلائی تھی۔ وہ فوراً اس کے پاس گیا تھا۔

خمار عشق نامر خان

اس کا بیضوی چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیتا وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ہوتے ہوئے تم پر کبھی آنچ نہیں آئے گی۔"

"لیکن۔۔۔ وہ لوگ ایسے کس طرح؟..... ماہ نوش کی تو زندگی خراب کر ہی چکے تھے۔ مجھے ونی۔۔۔"

"زینہ کی بات ختم ہونے سے پہلے ار مغان نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی تھی۔

"تم ار مغان فرہاد اسکندر کی عزت ہو۔ کسی کی اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ تمہارے لیے ایسی بیچ سوچ

رکھے؟ میں وہ آنکھیں نکال لوں گا جو تم پر غلط نگاہ ڈالیں۔ وہ زبان کھینچ لوں گا جو تمہارے نام کو عزت

سے نہ لیں۔"

ار مغان کی آنکھوں میں بڑھتی سرخی دیکھ کر زینہ ایک لمحے کو کانپ گئی تھی۔

ار مغان نے اسے خود میں بھیںچا تھا۔ زینہ اس کی شدت پر گھبرائی تھی۔

وہ اپنے لیے اس انسان کے جنون سے پوری طرح سے واقف نہیں تھی۔ اب اس کی ایک جھلک سے ہی

وہ لرز گئی تھی۔

"چلو۔ نیچے چلیں؟" ار مغان نے اس کے گال پر ہاتھ کی پشت پھیرتے پوچھا تھا۔ زینہ نے اثبات میں

سر ہلایا تھا۔

خمار عشق ناز خان

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

ہ نوش لائبریری کی جانب تیزی سے جارہی تھی۔ آج پہلا دن تھا لیکن اسے اپنی مطلوبہ لسٹ کی کتب ایشو کروانی تھی۔

وہ اپنی نیلی چادر سنبھالتی ایک موڑ سے گزری تھی۔

لائبریری کی عمارت ڈیپارٹمنٹ سے الگ واقع تھی۔ ماہ نوش نے ایک جگہ لڑکیوں کا ایک گروپ دیکھا تھا۔ وہ سب لوگ زور زور سے ہنس رہی تھیں۔

ماہ نوش کو لگا سب سہیلیاں ہیں۔ وہ خاموشی سے ان کے برابر سے گزر رہی تھی جب ہی ایک لڑکی نے اس کی چادر کا کونہ کھینچا تھا۔

ماہ نوش غصے سے مڑی تھی۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟" اس نے پلٹ کر دیکھا۔

چارپانچ لڑکیوں کے گروپ میں، اسے آسمانی رنگ کی کرتی میں ایک لڑکی درمیان میں کھڑی نظر آئی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نامر خان

یہ سب لڑکیاں جینز اور ٹاپ میں تھیں، الگ الگ اسٹائل سے بال رنگ رکھے تھے۔ صرف اسی لڑکی نے سر پر سلیقے سے دوپٹہ لے رکھا تھا۔

"اوہ لک! ایک اور ملانی ٹاپ! ان میں پیلے ٹاپ والی لڑکی نے ماہ نوش کو دیکھتے فقرہ کساتھا۔

"اوہ نو! ہماری یونیورسٹی کے اسٹینڈرڈ کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نیو بیچ میں سب ملانی بیبیاں آگئیں ہیں۔"

دوسری لڑکی نے کہا تو باقی پانچوں بے ڈھنگے پن سے ہنسنے لگیں۔

ان کے نرغے میں گھری لڑکی کافی پریشان نظر آرہی تھی۔

ماہ نوش کو وہ جانی پہچانی سی لگی۔ اسے یاد آیا اس نے اسے ایڈمیشن کے وقت دیکھا تھا۔

ماہ نوش آگے بڑھنے لگی تو ایک لڑکی اس کے راستے میں آگئی۔

ماہ نوش کی زمر د آنکھوں میں غصہ ہلکورے لینے لگا۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں؟"

"دیکھو ڈیئر۔ ہم تمہارے سینئر ہیں۔ اب یہاں سے جانے کے لیے تمہیں پینا لٹی دینی ہوگی۔" وہ

لڑکی تھوڑی پہ ہاتھ رکھے سوچ رہی تھی۔ پھر اس نے ان میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

خمار عشق نانر خان

"شیری تم بتاؤ، کیا کروائیں اس سے؟" وہ ایک گلابی ٹاپ والی لڑکی سے پوچھنے لگی جو ان سب کی لیڈر لگ رہی تھی۔

اس نے سیلیولیس ٹاپ کے ساتھ براؤن سلک پینٹ پہن رکھی تھی، کانوں میں خوبصورت ہوپس تھے اور لبوں پر گلابی گلاس۔

"ہیم جیمی۔۔۔ اس سے کہو اپنی چادر اتار کر پوز کرے۔ اور تم مسکی، میرے ٹک ٹاک کے لئے اس کی وڈیو بنا دو۔" اس نے اطمینان سے کہا تھا۔

ماہ نوش کا دماغ گرم ہوا تھا۔

"ہوش میں تو ہو تم؟ راستے سے ہٹو ورنہ بہت برا ہو گا۔" وہ کہتی آگے بڑھی تھی۔

ان پر اس کے غصے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"پاگل ہو جو منع کر رہی ہو بے بی۔ یہ شیری کا اکاؤنٹ ہے۔ راتوں رات فینس ہو جاؤ گی۔ شیری اور اس

کا بھی بتا دو کیا کرنا ہے؟" اب کی بار مسکی جو وہی پیلے ٹاپ والی لڑکی تھی اس نے نیشا کی جانب اشارہ کیا

تھا۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"اوہ ہاں! یہ بھی تو ہے۔ وائے ڈونٹ یو ڈانس فور اس؟ تمہاری بھی ویڈیو وائرل کر دیں گے۔" شیریں
نینشا کے چہرے کے قریب ہاتھ لاتی کہہ رہی تھی۔

نینشانے اس کا ہاتھ سختی سے جھٹکا تھا۔

"آپ پلیز ہمیں جانے دیں۔ ورنہ میں آپ کی کمپلین کر دوں گی۔ ریٹنگ پر آپ سسپینڈ بھی ہو سکتی
ہیں۔"

نینشانے ہمت کر کر کہا تھا۔ ماہ نوش کی موجودگی سے اسے ڈھارس ہوئی تھی۔ اور وہ اپنا دفاع کرنے لگی
تھی۔

"وہاٹ! شکایت لگاؤ گی؟ اسکول میں ہو کیا؟" وہ پانچوں پھر ہنسنے لگیں تھی۔

نینشانے پریشانی سے ماہ نوش کی جانب دیکھا تھا۔

ماہ نوش کی زمرہ آنکھیں نینشا کی بھوری کر سٹل آنکھوں سے ملی تھیں۔ اس کے ذہن میں اچانک ہی
آئیڈیا آیا تھا۔

"آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ یونیورسٹی پروفیسر زاور ڈین لائبریری کی طرف ہی آرہے ہیں۔

میڈیا کی کوئی ٹیم آئی ہوئی ہے لائبریری کے نیوونگ کا افتتاح کرنے۔"

خمار عشق نادر خان

ماہ نوش نے کہا تو شیر ی بھی چونکی تھی۔

ینیشا نے بھی فوراً کہا تھا۔

"اوہ ہاں۔ تو میں ابھی سب کے سامنے ہی بات کر لوں گی۔"

مبکی نے باقی سب کو اشارہ کیا تھا۔

"چلو گاگز۔ ان لوزرز ملائیوں کو چھوڑو۔ اگر میڈیا نے میری تصویریں لے لیں تو خواہ مخواہ مسئلے ہو

نگے۔" شیر ی نے دانت پیستے کہا تھا۔

ینیشا جلدی سے ماہ نوش کی جانب بڑھی تھی۔ ان دونوں نے تقریباً دوڑ کر لائبریری تک کا باقی فاصلہ طے کیا تھا۔

لائبریری کے اندر صحیح سلامت پہنچنے کے بعد ہی ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"اف شکر ہے!" ینیشا نے پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان کہا وہ اپنے سر پہ آسمانی آنچل کو ٹھیک سے جما رہی تھی۔

READERS CHOICE

"انتہائی بد تمیز لڑکیاں تھی یہ۔" ماہ نوش نے بھی چادر درست کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شکریہ میں تو کنفیوز ہی ہو گئی تھی۔" ینیشا نے ممنونیت سے کہا۔

خمار عشق ناز خان

"ارے نہیں۔ ہم نے آپ کو پہلے پھنسنے نہیں دیکھا تھا ورنہ ہم رک کر مدد کرتے۔ ہمارا نام ماہ نوش محسن خان ہے۔" ماہ نوش نے ہاتھ بڑھاتے کہا تھا۔

"میں نیشا ہوں۔ نیشا التان اسکندر۔" نیشا نے ماہ نوش کا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔

"ہم نے آپ کو آپ کے شوہر کے ساتھ دیکھا تھا۔"

وہ دونوں اب ایک میز کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔ لائبریری کی وجہ سے وہ اپنی آواز بہت دھیمی رکھ کر بات کر رہی تھیں۔

"سچ میں؟ کب؟"

"کل۔ ہم اپنے لالہ اور بابا کے ساتھ آئے تھے۔ آپ ادھر اسلام آباد کی ہی ہیں؟ ماہ نوش نے پوچھا۔

"جی۔ میں شروع سے ہی یہاں رہی ہوں اور آپ؟" وہ دونوں اب بیٹھ چکی تھیں۔

"ہم ایبٹ آباد کے پاس گاؤں میں رہتے ہیں۔ ہمارے نانا گاؤں کے سردار ہیں۔" ماہ نوش سے فخر سے بتایا تھا۔

"واؤ انٹر سٹنگ!" وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتی اب کتابیں لینے چل پڑی تھیں۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

خمار عشق نادر خان

"عرشان؟ یہ یونیورسٹی والا انویٹیشن تم نے ایکسیپٹ کر لیا ہے؟" حریم شاہ اپنے ڈائی زدہ بالوں کو جھٹکتے ایک دلفریب ادا سے مسکرائی تھی۔

وہ اس وقت عرشان کے آفس میں کچھ ڈسکس کرنے کے بہانے آئی تھی۔

اور اب اس کی نظر عرشان کے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر موجود ای میل پر تھی۔

وہ آج سبز رنگ کی ڈریس شرٹ اور آف وہائٹ سیگریٹ پینٹس پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی۔ جسے وہ وقفہ وقفہ سے لہرا کر ادائیں دکھاتی تھی۔

عرشان نیوی بلیو ویسٹ کوٹ اور آسمانی شرٹ میں ملبوس تھا۔ کرسی کے پاس اس کا نیوی بلیو کوٹ، کوٹ ہینگر پر لٹکا ہوا تھا۔ آستینیں فولڈ کر رکھی تھی جس کی وجہ سے بازو کے مسلز واضح ہو رہے تھے۔

حریم للچائی نظروں سے عرشان کے مسلز دیکھ رہی تھی۔

عرشان اس وقت ایک فائل پر دستخط کر رہا تھا۔

"جی مس حریم! میں نے انہیں انٹرن شپ کی بھی آفر کی ہے۔" وہ مصروف سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"ہاں اچھا ہی ہے۔ ہمیں نیا ٹیلنٹ ڈھونڈنے میں آسانی ہوگی۔"

میں بھی چلوں گی تمہارے ساتھ۔" حریم نے فرمائش کی تھی۔

خمار عشق نادر خان

عرشمان نے سر ہلایا تھا۔ وہ اب ایک اور فائل دیکھ رہا تھا۔

"اگر کوئی اور کام نہیں ہے تو آپ اپنے کیمین میں جائیں مس حریم۔ مجھے ایک میٹنگ میں جانا ہے۔"

عرشمان اپنی کرسی سے کھڑے ہوتے کہہ رہا تھا۔

وہ ایسے ہی ہر بار حریم کو خود سے دور جھٹک دیتا تھا لیکن وہ اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتی تھی۔

اب بھی وہ اس کے کہنے کے باوجود اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔

"در اصل عرش میں سوچ رہی تھی۔ آج ہم لنچ پر چلیں؟" وہ کچھ جھک کر کہہ رہی تھی۔

عرشمان نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا۔

"مس حریم! مجھے عرش صرف میرے بڑے بھائی کہہ سکتے ہیں۔ اور آپ پلیز کسی اور کے ساتھ لنچ کر

لیں۔ میں میٹنگ میں مصروف رہوں گا۔"

عرشمان کہتے ہوئے وہاں سے جانے کے لیے اٹھ چکا تھا۔

حریم کے چہرے پر ایک کمپنی سی مسکراہٹ آئی تھی۔

"کب تک بھاگو گے جانِ من؟ حریم بھی تمہیں اپنا بنا کر ہی رہے گی۔" اس کے الفاظ اس کے خطرناک

ارادوں کی عکاسی کر رہے تھے۔

ماہ نوش کلاس لے کر باہر نکلی تو اسے نیشا نظر آئی۔
"نیشا! رکو ذرا!" اسے آواز دیتی ماہ نوش تیزی سے ہال کے دوسری جانب آئی تھی۔
"السلام علیکم! کیسی ہو ماہ نوش؟" نیشا نے اسے دیکھ کر ہاتھ بڑھایا۔
وہ دونوں الگ الگ ڈیپارٹمنٹ میں تھیں لیکن اکثر ان کی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔
"لہ کا شکر ہے۔ بھی پتا ہی نہیں چلا ہے اور ایک ہفتہ ہو گیا ہے یونیورسٹی شروع ہوئے۔" ماہ نوش نے اپنے ہاتھ میں موجود کتابیں دوسرے ہاتھ میں منتقل کیں تھیں۔
"ہاں اور پہلے دن سے ہی کتنی ٹف ہے ہر چیز۔" نیشا نے بھی تائید کی۔
وہ دونوں کیفے ٹیریا میں آکر بیٹھ گئیں۔
"تم سناؤ ہاسٹل میں سیٹ ہو گئی ہو؟" نیشا نے ماہ نوش سے پوچھا۔
"ہاں بس کل ہم اپنی آپی سے بھی ملے تھے۔ وہ شادی شدہ ہیں۔۔۔ یہیں سسرال ہے ان کا۔ تو اس کے بعد سے دل کافی مطمئن ہے۔" ماہ نوش نے زینہ سے ملنے کا بتایا تھا۔

خمار عشق نامہ خان

وہ دونوں بات کر رہی رہیں تھی کہ ان کی ایک مشترکہ سہیلی بھی آگئی۔

"ہیلو گرلز! تم دونوں کو پتا چلا؟" وہ ماہ نوش کے برابر والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہاں فرحین تم آؤ اور ساتھ کوئی تازہ خبر نہ لاؤ یہ ہو نہیں سکتا۔" ماہ نوش نے اسے چھیڑا تھا۔

فرحین کافی سوشل تھی وہ ہر ڈیپارٹمنٹ کی خبریں رکھتی تھی۔ اب بھی ماہ نوش کی بات پر وہ فخر سے گردن اکڑا چکی تھی۔

"جی جناب یہ ہے فرحین نیوز، ہر خبر پر نظر۔" اس کے کہنے پر وہ تینوں ہنسنے لگیں۔

"اچھا بتاؤ بھی کیا بات ہے؟" نیشا کو تجسس ہوا۔

"بات بہت زبردست ہے، ہماری یونیورسٹی میں ایک مقابلہ ہونے والا ہے۔" فرحین نے بات ادھوری چھوڑی۔

"مقابلہ؟ کیا گھڑ سواری کا؟" ماہ نوش نے ہنسی دبائی۔

"یا کشتی کا؟" نیشا نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔

"دفع ہو جاؤ تم دونوں۔ اب میں نہیں بتا رہی کچھ بھی۔" فرحین نے منہ پھلایا۔

"ارے ارے۔۔۔" ماہ نوش نے کہا۔

خمار عشق نامہ خان

"اچھا بابا بتاؤ" نیشا نے بھی کان پکڑے۔

"ایسے نہیں۔ اب تم دونوں مجھے برگر کھلاؤ پہلے۔" فرحین فوراً پھیلی تھی۔

نیشا اور ماہ نوش چار و ناچار برگر، فرائز اور کولڈرنک لے کر آئیں اور جب تک فرحین نے وہ سب ٹھونس نہیں لیا تھا وہ ان کو ایک لفظ نہیں بتا رہی تھی۔

"اب پھوٹو بھی۔ کیا بتا رہی تھیں؟" ماہ نوش نے اس کو کولڈرنک کے سپ لیتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ بیٹا وہ ایک بہت بڑی کمپنی آرٹ اینڈ ڈیزائن کا کمپنیشن کروا رہی ہے۔ ان کو ٹیکسٹائل کے لیے یونیک ڈیزائنز چاہیے۔" فرحین نے بتایا تو وہ دونوں دلچسپی سے سننے لگیں۔

"ماہ نوش یہ تو تمہارے ڈیپارٹمنٹ کا کمپنیشن ہوا۔" نیشا نے کہا کیونکہ ماہ نوش کا میجر آرٹ اینڈ ڈیزائن تھا۔

"کوئی بھی حصہ لے سکتا ہے۔ اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اگر تم جیت گئے تو وہ اپنی کمپنی میں ایک ماہ کی انٹرنشپ دیں گے۔" فرحین نے جلدی سے کہا تھا۔

"کیا واقعی؟ کون سی کمپنی ہے؟" ماہ نوش کی دلچسپی بڑھی تھی۔

"اوہ بھی اتنی بڑی کمپنی ہے۔۔۔۔" فرحین نے سنسنی پھیلائی۔

خمار عشق نادر خان

ینیشا اور ماہ نوش اسے دیکھنے لگیں۔

"اسکندر زکا نام سنا ہے کبھی؟" فرحین نے پوچھا تو ینیشا نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ لیکن ینیشا کے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرحین شروع ہو گئی تھی۔

"ارے لیجنڈز ہیں وہ لوگ۔ اتنا پیسہ ہے اور تو اور تینوں بھائی اتنے ہینڈ سم ہیں۔۔۔۔" ینیشا کے ماتھے پر اس کی بات پر بل پڑے تھے۔

"تمہیں کیسے پتا کہ وہ ہینڈ سم ہیں؟" اس نے خالصتاً بیویوں والے انداز میں تفتیش شروع کی۔

"ایک بار ایک میگزین میں میں نے ان کی تصویر دیکھی تھی۔ مائی گاڈ آئی سوئیر! بڑے دونوں بھائی تو ہیں ہی کمال مگر چھوٹا والا بھائی!!!! اس کے گھنگریالے بال! سوہاٹ۔" !!!

فرحین تو تصور ہی تصور میں التان کے بالوں کے بارے میں سوچتی کہہ رہی تھی اور ینیشا کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کو رکھ کر ایک تھپڑ لگا دے۔

"فرحین شرم کرو، وہ شادی شدہ بھی ہو سکتے ہیں۔"

ماہ نوش نے ینیشا کی دلی حالت جانے بغیر ہی کہا تھا۔ لیکن ینیشا اس کے جملے پر اسے ممنون نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

خمار عشق ناز خان

"اوہ ہوں بھئی! میں کون سا اس کی بیوی کے سامنے کہہ رہی ہوں۔ بندہ فین گرل بھی ہو سکتا ہے!"

فرحین کی بات پر نیشا نے پھر اسے کچا چبانے والی نظروں سے گھورا تھا۔

"اچھا تو یہ بتاؤ اس کی ڈیٹیلز کہاں ملیں گی؟" ماہ نوش نے پوچھا۔

"کس کی؟ تینوں بھائیوں کی؟" فرحین نے پوچھا تو ماہ نوش نے اس کی کمر پر ایک دھپ جڑا تھا۔

نیشا کا دل چاہ رہا تھا اٹھ کر ماہ نوش کو گلے لگالے۔

"بے ہودہ انسان وہ کمپیٹیشن کی ڈیٹیلز پوچھ رہی ہے۔ تمہاری طرح بے شرم نہیں ہے۔" نیشا نے

دانت کچکچاتے کہا تو فرحین بھی دانت نکوس کر ہنسنے لگی تھی۔

"یہ لو۔ میں لنک بھیج دیا ہے تم دونوں کے نمبر پر۔" اس نے اپنا فون نکالتے میسج فورورڈ کیا تھا۔

"ارے ماہ نوش تم نے بھی فون لے لیا۔" نیشا نے مسرت سے استفسار کیا۔

"ہاں وہ ہماری آپی کا تھا یہ تو انہوں نے کہا کہ ابھی ہم استعمال کریں۔ ان کے شوہر نے انہیں دوسرا

دلوادیا ہے۔" ماہ نوش زینہ کے فون کے بارے میں بتانے لگی۔

"واؤ یار! شادی شدہ ہونے کے کتنے مزے ہیں۔" فرحین کے جملے پر وہ دونوں بھی ہنسنے لگیں تھیں۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

خمار عشق نادر خان

"دادی جان، آپ کے گٹھنے کا درد کیسا ہے اب؟" زینہ نے راحمہ بیگم کو لاؤنج میں دیکھا تو پوچھا۔ وہ اس وقت زنک کلر کی لانگ قمیض شلوار پہنے ہوئی تھی۔ سر پر حسبِ معمول دوپٹہ جماتا تھا۔ اسکندر مینشن میں ملازمین کی آمد و رفت کے باعث زینہ اپنے سر پر ہمیشہ دوپٹہ رکھتی تھی، یہی طریقہ کار ینیشا کا بھی تھا۔ شام کو تو ویسے بھی گھر میں سب ہی ہوتے تھے اور دن کے وقت بھی ان دونوں کا یہی معمول تھا۔

راحمہ بیگم، زینہ کو دیکھ کر مسکرائی تھیں۔

"زینہ بیٹی! آؤ یہاں بیٹھو۔ جب سے تم نے مجھے وہ دوائی کی ٹیوب منگوا کر دی ہے۔ اس کی مالش سے بہت آرام ہے۔" راحمہ بیگم آسودگی سے کہنے لگیں۔

زینہ ان کے پاس آ بیٹھی تھی۔

وہ اس ایک ہفتے میں بالکل کھل گئی تھی۔ ارمغان کی محبت نے اسے بہت مان دیا تھا۔ اسکندر مینشن بھی اب اسے اپنے گھر جیسا لگنے لگا تھا۔

ینیشا آج کل یونیورسٹی میں ہوتی تھی تو زینہ اکثر ارمغان کی دادی کے ساتھ وقت گزارتی تھی۔

خمار عشق نامر خان

دریا کا رویہ اس کے ساتھ ہتک آمیز نہ تھا لیکن وہ اور فرہاد اس سے ابھی تک ایک فاصلہ قائم کیے ہوئے تھے۔

فرہاد تو بالکل بھی اسے مخاطب نہ کرتے البتہ دریا ر مغان کی وجہ سے اس سے ایک آدھ جملہ کہہ سن لیتی تھی۔

"اچھا آج کچھ پکاؤ گی تم؟" دادی نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔

"جی میں سوچ رہی تھی مٹن کڑا ہی بنالوں۔ زینت بی کو آنٹی نے پلاؤ بنانے کا تو کہا ہوا ہے۔" زینہ انہیں بتانے لگی۔

"ہاں ہاں ضرور بناؤ۔ اس دن بھی جو تم نے میٹھا بنایا تھا مجھے بہت اچھا لگا تھا۔" دادی کی بات سن کر زینہ کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔

وہ کچن کی جانب بڑھ گئی تاکہ زینت بی کی مدد سے رات کے لیے کڑھائی تیار کر لے۔

فرہاد جو ایک میٹنگ میں شامل ہو کر واپس آرہے تھے زینہ کو کچن کی جانب جاتا دیکھ کر اپنے کمرے میں گئے تھے۔ ان کے ماتھے پر شکنوں کا جال تھا۔

"کیا ہوا فرہاد؟" دریا نے انہیں کمرے میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ انہیں غصے میں لگے۔

خمار عشق نامر خان

"دریا میں اس لڑکی کو دیکھتا ہوں تو ایک عجیب سی بے چینی ہونے لگتی ہے۔" فرہاد صاحب نے اپنا کوٹ اتار کر بستر پر پھینکا تھا۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

خمار عشق نانر خان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: mobimalik83@gmail.com

readerschoicemag@gmail.com

Facebook groups : **Readers Choice,**

"فرہاد... آپ ریلیکس رہیں۔" دریا ان کے برابر میں آ بیٹھیں تھی۔

READERS CHOICE

خمار عشق نادر خان

"میں نے تم سے کہا بھی تھا دریا کہ ہم ار مغان کو سچائی بتا دیتے ہیں۔ اسے بتا دیتے ہیں کہ یہ لڑکی اس آدمی کی بیٹی ہے جس نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی۔ مجھے ہی نہیں اس نے تو تمہیں بھی۔۔۔" فرہاد صاحب کی آواز رندھ گئی تھی۔

دریا یلمازان کی زندگی تھیں اور آج بھی یہ خیال ہی انہیں لرزہ کر رہا تھا کہ اکرم خان نے دریائے پستول تانی تھی۔

"فرہاد وہ اس سے محبت کرتا ہے۔" دریا نے ان کے ہاتھ تھامے تھے۔ ان کی جھیل سی نیلی آنکھوں میں نمی تھی۔

"میں ماں ہوں نا! اپنے بیٹے کی آنکھوں میں میں نے اس لڑکی کے لئے جنون دیکھا ہے۔ وہ اس بات کو برداشت نہیں کر پائے گا فرہاد.... اور اگر وہ ضد پر آگیا تو آپ جانتے ہیں کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر کہیں چلا جائے گا۔"

دریا اب سسک رہی تھیں۔

فرہاد صاحب نے فوراً انہیں اپنے ساتھ لگا کر تسلی دی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا دریا۔ آپ بے فکر ہو جائیں میں کچھ نہیں کہوں گا ار مغان سے۔"

خمار عشق نانر خان

وہ اپنی بیوی کے آگے بے بس تھے۔ تیس سال پہلے جو بھی ہوا تھا اس کے باعث وہ اپنا آج تباہ نہیں کر سکتے تھے۔

کاش وہ ان چھٹیوں میں گاؤں گئے ہی نہ ہوتے۔ نہ وہ وہاں جاتے اور نہ یہ سب ہوتا۔ فرہاد صاحب نے دکھ سے سوچا تھا۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

رات کے ساڑھے دس بج رہے تھے۔ اسکندر مینشن کے پورچ میں سلور پیجر آکر رکی تھی۔ ارمغان فرہاد اسکندر براؤن کمر کے تھری پیس سوٹ میں کسی سے فون پر گفتگو کرتا گاڑی سے باہر نکلا تھا۔ شاہنواز نے تیزی سے گاڑی سے بیگ نکال کر ملازم کو دیا تھا۔ ارمغان ترکی سے ایک بہت اہم کال پر تھا۔ وہ بات کرتے کرتے اندر داخل ہوا تھا۔ ملازم اس کے پیچھے پیچھے سر جھکائے چل رہا تھا۔

ارمغان نے ہال سے گزرتے ہوئے ایک نظر اطراف میں ڈالی تھی اور وہ ایک لمحے کو چونکا تھا۔ "باقی کی ڈیٹیلز آپ کو مہمت بے سے مل جائیں گی قاسم بے۔" ارمغان نے انہیں فون پر کہا تھا۔ وہ دو چار اور جملے کہتا فون بند کر چکا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"تم یہ بیگ کمرے میں رکھ دو۔" وہ اپنے عقب میں کھڑے ملازم کو کہتا خود ڈاننگ ہال کی جانب آیا تھا۔

پوری میز کھانے سے سچی ہوئی تھی۔ مگر ار مغان کی توجہ اس سچی میز پر نہیں بلکہ میز پر چہرہ ٹکائے سوتی ہوئی اپنی متاعِ حیات پر ٹکی تھیں۔

زینہ کی رنگت زنگ کلر کے رنگ میں اور بھی اجلی لگ رہی تھی۔ وہ اپنا چہرہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی پر ٹکائے سو گئی تھی۔

اس کی سنہری لٹیں دوپٹے سے پھسل کر چہرے پر اٹھکھیلیاں کر رہی تھیں۔ لبوں پر عنابی لب اسٹک تھی۔

ار مغان اپنا کوٹ ایک کرسی کی پشت پر رکھ کر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔ وہ یک ٹک اس کا معصوم چہرہ دیکھنے لگا۔

آج وہ بہت تھک گیا تھا۔ پے در پے میٹنگز لیتے ہوئے اسے صبح سے یہ وقت ہو گیا تھا۔ سر میں بھی کچھ دیر پہلے تک درد کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن اس پل اسے یوں اپنا انتظار کرتے دیکھ کر وہ اپنی تھکن بھول کر اس کے لیے پریشان ہوا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"زینہ۔۔۔" وہ دھیرے سے اس کے عنابی لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا تھا۔

زینہ نے نیند میں ہی اسے رسپانڈ دیا تھا پھر اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور اپنے برابر میں ار مغان کو بیٹھے دیکھ کر ہی اس کا ذہن پوری طرح بیدار ہوا تھا۔

"تم آگئے ہو ار مغان؟" وہ تیزی سے کرسی کھینچتی اٹھی تھی۔

"میں کھانا گرم کرواتی ہوں تمہارے لیے۔"

"گزیم میں تو ڈنر کر چکا ہوں۔" ار مغان کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی تھی۔

"اچھا۔۔۔ وہ مجھے لگا۔" زینہ کچھ جزبہ ہو گئی۔

"در اصل میں نے آٹھ بجے ایک میٹنگ اٹینڈ کی اور اس میں ہی ریفریشمنٹ تھی۔ تم نے کھا لیا تھا؟" ار مغان نے پوچھا تھا۔

"ہاں آف کورس! میں تمہارا انتظار تھوڑی کر رہی تھی۔" زینہ نے نظریں چراتے کہا تھا۔

"چلو پھر۔ اوپر چلو یہاں کیوں سو رہی تھیں تم؟" ار مغان اپنا کوٹ اٹھاتا پلٹا تھا۔

زینہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ کڑھائی کا ڈونگا اٹھا کر دیوار پر مار دے۔ پوری دوپہر لگا کر اس نے یہ ڈش بنائی تھی اور ار مغان نے تو دیکھا تک نہیں تھا۔

خمار عشق نادر خان

ارمغان نے سیڑھیاں چڑھتے ایک بارپلٹ کر دیکھا تو وہ کافی سستی سے اوپر آرہی تھی۔

"کیا کر رہی ہو؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلنے لگا۔

وہ دونوں کمرے میں آئے تھے اور جتنی دیر میں ارمغان نے کمرہ لاک کیا تھا زینہ سیدھی بستر پر لیٹ چکی تھی۔

ارمغان نے اسے دیکھا تھا جو کمبل چہرے تک کھینچ چکی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا ہے زینہ؟ طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟" وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔ گڈنائٹ۔" زینہ نے کمبل کے اندر سے ہی جواب دیا تھا۔

ارمغان کے ماتھے پر شکنوں کا جال بنا تھا۔

اسے کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔

وہ زینہ کے اوپر سے کمبل کھینچتا، اس کے برابر آ بیٹھا تھا۔

"تم ناراض ہو گزیلم؟" وہ اب اپنی نیلی آنکھیں اس کے چہرے پر ٹکاتا پوچھ رہا تھا۔

"میں کیوں ناراض ہوں گی۔ مجھے تنگ مت کرو ارمغان میں سو رہی ہوں۔"

خمار عشق نادر خان

زینہ کو بہت غصہ آرہا تھا۔ غصہ سے زیادہ اسے بھوک لگ رہی تھی لیکن اب وہ کیا کرتی۔ اس نے ار مغان کے ہاتھ سے کمبل کھینچا تھا اور دوبارہ اس میں غروب ہو گئی تھی۔

ار مغان ابھی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا تھا وہ اپنا فون کان سے لگاتا کاؤچ پر جا بیٹھا تھا۔ "جی ممت بے؟ آپ نے قاسم بے کو سب بتا دیا۔" وہ ترک زبان میں ہی گفتگو کر رہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ وہ کوٹیشن والی فائل میں آپ کو بھیجتا ہوں۔" وہ مصروف سا اپنا بیگ تلاش کرنے لگا۔ اس کے بیگ میں لیپ ٹاپ نہیں تھا۔

("لگتا ہے میرا لیپ ٹاپ گاڑی میں رہ گیا ہے۔") ار مغان نے انداز لگایا اور کمرے سے باہر آ گیا۔

وہ ڈسکشن کرتا ہوا، انٹرکام پر کال کرتا ہوا ایک ملازم سے لیپ ٹاپ لانے کا کہہ چکا تھا۔ تب ہی اسے دریا نظر آئیں۔

"آنے جم آپ سوئی نہیں؟" وہ فون جیب میں رکھتا پوچھ رہا تھا۔

"تمہاری آواز سنی تو سوچا تمہیں دیکھ لوں۔" دریا اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگیں۔

"میں بھی بس لیٹنے ہی والا تھا۔ کال آگئی تھی ایک ضروری۔" ار مغان دریا کا ہاتھ عقیدت سے تھامے کہہ رہا تھا۔

خمار عشق نادر خان

"تو کیسا لگا پھر بیوی کے ہاتھ کا بنا کھانا میرے بیٹے کو؟" دریا نے پوچھا تو وہ چونکا۔

"زینہ نے کھانا بنایا تھا؟"

"ہاں! مٹن کڑاھی بنا کر تمہارے انتظار میں بیٹھی تھی جب سے۔ کھایا نہیں تم نے؟" دریا کو تعجب

ہوا۔

"نہیں آنے وہ۔۔۔۔۔ تب ہی ملازم اس کا لیپ ٹاپ لے کر آ گیا تھا۔

"چلو اچھا تم کام کرو میں بھی آرام کرنے جا رہی ہوں۔" دریا واپسی کے لیے مڑ گئی تھیں۔

ارمغان لیپ ٹاپ لے کر کمرے میں آیا تھا۔

زینہ ابھی بھی کمرے میں چھپی ہوئی تھی۔ بس اب کمرے کا ہلکا لرز رہا تھا۔

تو وہ رو رہی تھی !

ارمغان لیپ ٹاپ میز پر رکھتا اس کے پاس آیا تھا۔

زینہ بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔ اس نے ارمغان کے کمرے سے جانے کی آواز سنی تھی لیکن وہ رونے

میں اتنی مشغول تھی کہ اسے اس کے واپس آنے کی آہٹ نہیں ہوئی تھی۔

خمار عشق نادر خان

"جی مس تحسین۔۔۔ آپ فکر ہی نہ کریں۔۔۔ آپ کا کام ہو جائے گا۔" ار مغان کی آواز پر زینہ نے فوراً کمبل پلٹا تھا۔

ار مغان نے فون کان سے لگائے لگائے مسکراہٹ دبائی تھی۔

"ہاں کیوں نہیں کل ساتھ میں ڈنر کرتے۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ اپنا جملہ مکمل کرتا، زینہ نے اسے کشن کھینچ کر مارا تھا۔

"ار مغان اسکندر! خبردار جو تم نے کسی چڑیل کے ساتھ ڈنر کیا!" زینہ کمر پہ ہاتھ رکھے بیڈ پر کھڑی تھی۔ ار مغان نے ایک ابرو اٹھائے اسے دیکھا تھا۔

"تم تو سور ہی تھیں؟"

زینہ نے جھٹکے سے گلے میں پڑا دوپٹہ اتار کر پھینکا تھا۔

"سور ہی تھی غافل نہیں ہو گئی تھی۔ مجھے بتاؤ تم یہ کس کے ساتھ ڈنر پر جانے کا پلان بنا رہے تھے۔" وہ اب نیچے اتر کر ار مغان کے مقابل آکھڑی ہوئی تھی۔

"ہے ایک خوبصورت لڑکی جس نے میرے لیے آج کھانا بنایا ہے۔" ار مغان نے کہتے ہوئے زینہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا تھا۔

خمار عشق ناز خان

زینہ کے چہرے کے تاثرات فوراً نرم ہوئے تھے۔ وہ سوسو کرتی پھر سے آنسو بہانے لگی تھی۔

"گزیم!..." ار مغان اسے سینے سے لگاتا ٹھنڈی آہ بھر گیا تھا۔

"بتا دیتی زینہ۔ مجھے کیسے پتہ چلتا؟" ار مغان اب اس کی شہد رنگ آنکھوں میں جھانکتا پوچھ رہا تھا۔

"تم کھا چکے تھے پھر کیا فائدہ۔" زینہ کا انداز روٹھا روٹھا تھا۔

"تو کچھ تو سکتا تھا نہ؟ چلو اب۔" ار مغان اس کا ہاتھ پکڑتا کمرے سے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"مجھے اب نہیں کھانا۔" زینہ نے انکار کیا تھا۔

"دیکھو ابھی پوری رات جاگنا ہے تم نے۔ کچھ کھا لو ورنہ بعد میں مت کہنا۔" ار مغان نے کہا تو زینہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"رات بھر کیوں جاگنا ہے؟"

"کیونکہ اب میرا تمہارے ساتھ جاگنے کا ارادہ ہے۔" ار مغان نے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے کہا تھا۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

التان شاور لے کر باہر آیا تو نظریہ نیشا پر پڑی جو بیڈ پر پیٹ کے بل لیٹ کر اپنے نوٹس پڑھ رہی تھی۔

خمار عشق نادر خان

اس نے بال پین ہونٹوں میں دبا رکھا تھا التان کے دل الگ ہی لے پر دھڑکا تھا۔
ینیشا اس وقت سیاہ رنگ کی سلک نائی میں تھی۔ یہ نائی ویسے تو فل لینتھ تھی لیکن ینیشا کے اس طرح
لیٹنے کی وجہ سے اس کی سڈول پنڈ لیاں نمایاں ہو رہی تھیں۔ وہ پڑھنے میں اتنی منہمک تھی کہ اسے
التان کی آمد کا احساس نہیں ہوا تھا۔
التان دھپ سے آکر اس کے برابر لیٹا تھا۔
"کیا ہے التان آپ کو؟" ینیشا اس سے کھسک کر دور ہوئی تھی۔
التان کمنیوں کے بل اٹھتا، اس کے نوٹس جھانک کر پڑھنے لگا۔
"کیا پڑھ رہی ہو اتنے غور سے؟"
"التان پلیز مجھے پڑھنے دیں مجھے یہ ٹاپک بالکل سمجھ نہیں آ رہا اور پرسوں میرا کوئیز ہے۔" ینیشا نے
التان کی انگلیوں کو اپنے بازو پر سفر کرتے دیکھ کر کہا تھا۔
"اچھا میں سمجھا دیتا ہوں۔ دکھاؤ کیا ہے؟" التان اس کے قریب آتا پوچھ رہا تھا۔
"مجھے بزنس آپریشن کا کونسیپٹ نہیں سمجھ آ رہا ہے۔" ینیشا نے التان کو اپنے نوٹس دکھائے تھے جہاں
اس نے کچھ چیزیں ہائی لائٹ کر رکھی تھیں۔

خمار عشق نادر خان

التان نے ہاتھ بڑھا کر نوٹس لیے تھے۔

"اچھایہ۔ یہ تو بہت آسان ہے۔ میں سمجھا دوں گا پانچ منٹ میں۔"

"سچ التان! "نیشا خوشی سے اس کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

"ہاں میں بہت اچھا ٹیچر ہوں۔ بس میں فیس ایڈوانس لیتا ہوں۔" التان نے شرارت سے کہا تھا۔

"کیا فیس لیں گے آپ؟" نیشا نے دھیرے سے پوچھا تھا۔

جواب میں التان نے اس کے نوٹس سائڈ ٹیبل کی جانب اچھالتے اسے خود کی جانب کھینچا تھا۔

نیشا اس کے سینے میں سمائی تھی۔ التان کے لب اس کے بازوؤں پر سفر کرنے لگے تھے۔ تب ہی نیشا نے اچانک ہی اسے پیچھے دھکیلا تھا۔

التان حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"پہلے مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی کمپنی میری یونیورسٹی میں کون سا یونٹ کروا رہی ہے؟" نیشا کی کرسٹل براؤن آنکھوں میں خفگی تھی۔

"ارے التان کی جان، کمپنی تمہاری بھی تو ہے۔ اور بھائی کروا رہے ہوں گے کچھ وہ ہی اسپانسر کرتے ہیں یہ سب۔" التان اس کے بازو سہلاتا کہہ رہا تھا۔

خمار عشق ناز خان

"اچھا اور وہ کون سا میگزین ہے جس میں آپ کی تصویریں چھپی ہیں؟ مجھے تو نہیں دکھایا آپ نے!"
نینشا کا انداز روٹھا روٹھا تھا۔

"کون سا شوٹ جان؟ میں تو ہر دوسرے مہینے شوٹس کروا رہا ہوں۔" التان نے اس کے کندھے پر بوسہ دیتے کہا تھا۔

"ہر مہینے!! پھر تو آپ کی بہت فین گرلز ہوں گی۔" نینشا کے اندر یہ سوچ کر چنگاریاں سلگنے لگیں تھیں۔

التان اس کی بات پر اسے تکیہ پر گراتا اس کے اوپر حاوی ہوا تھا۔
"مجھے کسی فین گرل کے بارے میں نہیں پتہ کیونکہ میں جس گرل کا فین ہوں وہ اس وقت میری بانہوں میں ہے۔"

التان کی بات پر نینشا مسکرائی تھی۔

التان نے اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیتے، انگلیاں اس کی نائٹی کے اسٹریپس میں پھنسائی تھیں۔
وہ اس کی بیوٹی بون ہر جھکاتھا اور نینشا کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔

©NazKhanWrites/NazKhanNovelist©

خمار عشق نادر خان

جاری ہے

